

سرکاری رپورٹ (مباحثات)

چھیلیس واں اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 08 دسمبر 2017ء بروز جمعہ المبارک بمطابق 19 ربیع الاول 1438 ہجری۔

صفحہ نمبر	مندرجات	نمبر شمار
03	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	1
04	دُعائے مغفرت۔	2
04	رخصت کی درخواستیں۔	3
12	minorities caucus کے بارے میں تحریک منجانب: محترمہ انیتا عرفان، رکن اسمبلی۔	4
14	مشترکہ مذمتی قرارداد منجانب: مولانا عبدالواسع، رکن اسمبلی۔	5

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 08 دسمبر 2017ء بروز جمعہ المبارک بمطابق 19 ربیع الاول 1438 ہجری، بوقت شام 05 بجکر 20 منٹ پر
زیر صدارت محترمہ راحیلہ حمید خان درانی، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کویٹہ میں منعقد ہوا۔

میڈیم اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ

عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ؕ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرَكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ؕ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ

نَصِيْرًا ؕ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاَعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاٰخَصُّوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ

مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ؕ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ

بِعَدَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ شٰكِرًا عَلِيْمًا ؕ

﴿ پارہ نمبر ۵ سورۃ النساء آیات نمبر ۲۳ تا ۲۶ ﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! نہ بناؤ کافروں کو اپنا رفیق مسلمانوں کو چھوڑ کر کیا لیا چاہتے ہو اپنے
اوپر اللہ کا الزام صریح۔ بیشک منافق ہیں سب سے نیچے درجہ میں دوزخ کے اور ہرگز نہ پاوے گا تو
انکے واسطے کوئی مددگار۔ مگر جنہوں نے توبہ کی اور اپنی اصلاح کی اور مضبوط پکڑا اللہ کو اور خالص حکم
بردار ہوئے اللہ کے سو وہ ہے ایمان والوں کے ساتھ اور جلد دے گا اللہ ایمان والوں کو بڑا ثواب
- کیا کرے گا اللہ تم کو عذاب کر کے اگر تم حق کو مانو اور یقین رکھو اور اللہ قدر دان ہے سب کچھ جاننے
والا۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ۔

میڈم اسپیکر: جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ وقفہ سوالات۔ جی نصر اللہ زیرے صاحب۔
 جناب نصر اللہ خان زیرے: لیاقت آغا کا بیٹا انتقال کر گیا ہے، اُسکے لئے فاتحہ خوانی کی جائے۔
 مفتی گلاب خان کا کڑ: میرے حلقے کے مزدور جن کو ہرنائی میں شہید کئے گئے، اُنکے لئے بھی فاتحہ خوانی کی جائے۔
 میڈم اسپیکر: جی۔

(اس مرحلہ میں دعائے مغفرت کی گئی)

میڈم اسپیکر: چونکہ کابینہ کی میننگ جاری ہے اور منسٹرز وہاں ہیں تو میں یہ سوالات، جب تک وہ آتے ہیں تو میں اُس وقت تک یہ سوالات رکھ دوں گی۔ توجہ دلاؤ نوٹس۔ محترمہ شاہدہ رؤف صاحبہ! آپ اپنا توجہ دلاؤ نوٹس۔ نوٹس بھی میرے خیال میں شاہدہ رؤف صاحبہ! چونکہ ابھی تک منسٹرز نہیں ہیں، تو اُنکے آنے پر یہ دونوں رکھ لیتے ہیں۔ سیکرٹری اسمبلی! رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب رحمت اللہ جنگ (سیکرٹری اسمبلی): سردار محمد صالح بھوتانی صاحب نے بذریعہ فون اطلاع دی کہ موصوف نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: حاجی عبدالملک کا کڑ صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر عبدالکریم نوشیروانی صاحب نے ناسازی طبیعت کی بنا آج تا اختتام اجلاس رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر جان محمد خان جمالی صاحب نے بذریعہ فون اطلاع دی ہے کہ موصوف نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب گھنٹام داس صاحب نے بذریعہ فون اطلاع دی ہے کہ وہ کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: مولوی معاذ اللہ صاحب نے بذریعہ فون اطلاع دی ہے کہ وہ نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

میں صرف اس بل پر ایک بات کر دوں۔ پھر آپ دونوں کو موقع دوں گی۔ یہ مولانا محمد خان شیرانی صاحب کا، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی برائے سائنس و ٹیکنالوجی کوئٹہ مسودہ قانون مصدرہ 2016ء (مصدرہ قانون 03 مصدرہ 2016ء) کا پیش کیا جانا۔ اس پر میں ایوان کے نوٹس میں لے آتی ہوں چونکہ مذکورہ بل پر بلوچستان گورنمنٹ رولز آف بزنس 2012ء کے تحت صوبائی کیبنٹ کی منظوری درکار ہے۔ جبکہ محکمہ تعلیم نے مذکورہ بل بغیر صوبائی کیبنٹ کی رضامندی کے اسمبلی کو بھیجا ہے۔ لہذا مذکورہ بل کا ایوان میں تعارف صوبائی کابینہ کی منظوری آنے کے بعد کیا جائیگا۔ اسلئے یہ بل منظوری کے بعد دوبارہ اسمبلی میں پیش کیا جائیگا۔ جی زمر خان اچکزئی! تو آج کے ایجنڈے سے اسکو واپس ہم ڈیپارٹمنٹ کو بھیج رہے ہیں۔ انجینئر زمر خان اچکزئی: مذمتی قرارداد آرہی ہے 5 منٹ میں۔ پندرہ منٹ میں نے نکلتا ہوں۔ تو آپ سے request ہے میں دوسری باتیں ہیں انکو ذرا point out کرتا ہوں۔ اُس میں ہمارا ایجوکیشن کے حوالے سے ایک اشتہار آیا ہوا ہے، جس میں 17 گریڈ کے جو ٹیچرز ہیں، لیکچررز ہیں، اُن کو appoint کرنے کی اُنہوں نے اب ایک طریقہ کار اپنایا ہوا ہے۔ اُس کیلئے میں نے ایک توجہ دلاؤ نوٹس بھی جمع کیا ہوا ہے، تو شاید میں نہ ہوں، وہ توجہ دلاؤ نوٹس آئیگا تو اس سے بہتر ہے کہ وہ میرے خیال سے 15 تاریخ کو ان کے انٹرویوز شروع کر رہے ہیں۔ تو اس سے پہلے میں صرف ہاؤس کو یہ بتانا چاہتا ہوں یہ 17 گریڈ کی پوسٹیں ہیں اور بغیر پبلک سروس کمیشن کے انکو appoint کرنا یہ بالکل قانون اور رولز کی خلاف ورزی ہے، اور نہ اسمیں کوئی طریقہ کار ہے کہ اس طرح کر لیں۔ ایجوکیشن منسٹر ہیں نہیں ورنہ میں انکو بتاتا کہ آپ کس رولز کے تحت 17 گریڈ کے ایڈہاک ہیں، temporary ہیں، کس طریقے سے انکو appoint کر رہے ہیں؟ ہمیں یہ خدشہ ہے میں تو خود اسکا اپنا اظہار کر سکتا ہوں، یہ تو ہمارے اپوزیشن والے شاید، ہمارے ٹریڈری نیچر میں بھی شاید کوئی ایسے ممبرز ہوں کہ اپنے من پسند لوگوں کو appoint کریں گے، اور پھر کچھ عرصہ کے بعد سفارش کریں گے کہ انکو مستقل کیا جائے۔ یہ طریقہ کار بالکل غلط ہے۔ میں آپکے توسط سے یہ request کرتا ہوں میڈم! آپ سے اور اس ہاؤس سے بھی request کرتا ہوں کہ جو طریقہ کار پبلک سروس کے through میرٹ پر ہوتا ہے اُسی طریقے سے انکو fill کیا جائے۔ اور فی الحال آپ اس انٹرویوز کو جو 15 تاریخ کو ہو رہا ہے، جب بھی ہو رہا ہے، ان کو رولیں آپ اپنی رولنگ دے دیں۔ یہ آپ منسٹر صاحب کو یا چیف منسٹر صاحب کو اعتماد میں لے لیں کہ اس طریقے سے نہیں ہوتا۔ اس پر ہم احتجاج بھی کریں گے اور ہر فورم تک جائیں گے کہ اس طرح کی appointments کم از کم نہ ہوں۔

میڈم اسپیکر: آپ کے اس پوائنٹ پر میں اپنی بات کہہ دوں۔ کہ جیسے ہی زیارتوال صاحب آتے ہیں، اگر آپ جا بھی رہے ہیں ہم بیچھے ہی اس کو، اُن کے نوٹس میں لے آؤں گی۔

انجینئر زمر خان اچکزئی: مولانا عبدالواسع صاحب اور سردار عبدالرحمن صاحب بیٹھے ہوئے ہیں میری جگہ یہ ان کو fight کریں گے۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔

انجینئر زمر خان اچکزئی: اور ہماری لیویز کی جو پوسٹیں ہیں، ضلع قلعہ عبداللہ میں اُنکے بھی انٹرویوز شروع ہیں۔ وہ بھی ہمارے ڈی سی، ٹھیک ہے ڈی سی ہمارے اچھے اور honest آدمی ہیں لیکن ہمارے پولیٹیکل دباؤ میں آ کے، مجھے یہ بھی ڈر ہے کہ وہ بھی سفارش کے through ساری پوسٹیں fill کیا جائے۔ ہمیں کوئی ایسی تسلی یا کوئی ایسی گارنٹی دی جائے کہ میرٹ کو پامال نہیں کیا جائیگا۔ لیکن یہ نہیں ہو سکتا ہے۔ یہ ہوم ڈیپارٹمنٹ کا ہے۔ کمشنر اور ڈپٹی کمشنر اچھے ہیں، لیکن یہ ہے کہ پہلے بھی اسی طرح ہوا ہے اور میرٹ کو پامال کرتے ہیں، اور اپنے من پسند لوگوں کو appoint کرتے ہیں تو اسکی ہم مخالفت کرتے ہیں اور اس کے لئے کوئی ایسا طریقہ ایسی کمیٹی بنائی جائے جس میں یا ہوم ڈیپارٹمنٹ سے یا غیر جانبدار لوگ ہوں، جن سے اُنکے انٹرویوز کروا کے اور میرٹ پر انکو appoint کریں۔ ادھر بھی ایف سی اور آرمی والوں کو بٹھا کے میرٹ پر کیا جائے ہمیں میرٹ پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن ایسی لوکل کمیٹی سے یہ بالکل نہیں ہو سکتا۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے، جی سردار صاحب۔

سردار عبدالرحمن کھیزران: آپ کی اجازت سے۔ کل یا آج جو بہت بڑا واقعہ ہوا ہے۔ بلوچستان کے 32 اضلاع میں سے ایک ضلع میں شدید زلہ باری ہوئی ہے۔ اور ایک ایک گولہ جو 169 ملین اُسکو kg کہہ لیں من کہہ لیں۔ وہاں برسایا گیا ہے۔ میں اُس کی detail پڑھونگا میڈم اسپیکر! اور اس پر میں اپنا احتجاج بھی ریکارڈ کرواؤنگا۔ میڈم اسپیکر! آج کے اخبارات میں ٹینڈرز آئے ہیں 122 ڈیم۔ 1 ارب 66 کروڑ 26 لاکھ روپے کے۔ ایک حلقے میں، ایک ضلع میں، انکی ڈالہ باری ہوئی ہے۔ اور ٹوٹل تو بہ اچکزئی ایریا ہے۔ تو میں اس ایوان سے گزارش کرونگا کہ اسکو drought پر دو گرام میں لے آئیں، آفت زدہ علاقہ قرار دیں کیونکہ باقی 31 اضلاع بہت خوشحال ہیں۔ میڈم اسپیکر! یہ 122 ڈیم ہیں۔ یہ ٹوٹل کے ٹوٹل یہ میں اسکو property of the house بناؤنگا۔ تو بہ اچکزئی یہ پی بی 13 چمن کا ایک آدھ پی بی 11 میں بھی آیا ہوا ہے۔ جرگہ ایریا، 10 ڈیم۔ انمبر گئی ایریا، 6 ڈیم۔ دو بندی، 12 ڈیم۔ انمبر گئی 14 ڈیم۔ اسپنگئی 14 ڈیم۔ تو یہاں زرحہ بند، 16 ڈیم۔ کدنی، 13 ڈیم۔ خزرکچھ، 12 ڈیم۔ سربیش فرخی 13 ڈیم۔ حسیانہ، 12 ڈیم۔ یہ 122 ڈیم ایک حلقے میں۔ اس میں حوالہ نہیں دیا گیا ہے کہ یہ صوبائی بجٹ سے ہیں یا مرکز نے دیئے ہیں۔ جہاں سے دیئے ہیں۔ یہ ایریگییشن ڈیپارٹمنٹ نے

ٹینڈر جاری کئے ہیں۔ PEMRA رولز کو پیچھے رکھا ہے آج 8 تاریخ ہے، 20 تاریخ کو اسکے ٹینڈر کال کئے ہیں جبکہ باقیوں کیلئے ایک مہینے کا PEMRA کرتی ہے۔ جہاں پر کیمرے ہیں، میں اپنا احتجاج ریکارڈ کر رہا ہوں چاہے یہ صوبائی حکومت کا ہے یا مرکزی، اس میں کوئی حوالہ نہیں ہے کسی پی ایس ڈی پی کا میڈم اسپیکر! ہمارے لوگ drought سے مر گئے ہیں۔ چار چار میل سے پانی لیکر عورتیں در پدر ہیں ہماری، چھ مہینے سال سال کے چھوٹے کھڈے ہیں ان میں کتے بھی پانی پی رہے ہیں بھیڑیے بھی اور انسان بھی۔ سب سے highest threat کو بلو اور بارکھان کا پھانسٹس کا ہے۔ اور ہمارے ساتھ یہ discriminations ہو رہی ہیں۔ لہذا میڈم اسپیکر! میں وہاں بیٹھ کے اپنا احتجاج ریکارڈ کراتا ہوں۔

(اس مرحلہ میں معزز رکن اسمبلی سردار عبدالرحمن کھیتراں احتجاج کر کے اپنی کرسی سے اٹھ کر نیچے زمین پر بیٹھ گئے)

انجینئر زمر خان اچکزئی: میڈم اسپیکر! یہ جو سردار صاحب نے فرمایا یہ بالکل حقیقت ہے اور یہ area میں جانتا ہوں، میں اسی district سے تعلق رکھتا ہوں۔ اور یہ اس طرح بالکل صحیح کہہ رہے ہیں کہ یہ 122 ڈیز جس area کو دیے گئے ہیں ایک ہی تحصیل ہے۔ ایریکیشن منسٹر نہیں ہیں آپ اُن کو کال کریں اُنکے سیکرٹری کو کال کریں۔ اُن سے پوچھیں کہ یہ کس procedure کے تحت کس بنیاد پر آپ نے ایک ہی تحصیل کو دیے ہیں وہ حلقہ تو چھوڑ دیں۔ ایک ہی تحصیل میں 122 ڈیم کس طرح آسکتے ہیں حقیقت میں میرا بھی احتجاج ہے اور میں بھی سردار صاحب کے ساتھ اس میں شامل ہوں بلکہ ہماری total اپوزیشن مولانا صاحب بیٹھے ہیں شاید اسمیں شامل ہونگے، کہ یہ احتجاج ہمارا حق ہے اور یہ بالکل برابری کی بنیاد پر تقسیم کیا جائے۔ شکریہ۔

میڈم اسپیکر: حکومتی اراکین کے وزراء کے آنے کے بعد پھر ہم اس پر بات کرینگے۔ ٹھیک ہے۔ جی مفتی گلاب صاحب! مفتی محمد گلاب خان کا کڑ: میڈم اسپیکر! میرے حلقے میں ایک ڈیم تھا۔ میں تقریباً چار دفعہ ڈاکٹر صاحب کے پاس گیا تھا کہ باقاعدہ طور پر لوگ نقل مکانی کر چکے ہیں۔ پینے کا پانی نہیں مل رہا ہے لیکن باغات تو خشک ہو چکے ہیں۔ بارک والا اکا خاؤ ڈیم میں نے اُنکو بتایا تاکہ ساڑھے چھ کروڑ روپے میں یہ ڈیم مکمل ہوتا ہے اور اسکی وجہ سے ہزاروں کی تعداد میں گھر آباد ہوتے ہیں۔ اُنکی معیشت کا مسئلہ بھی حل ہوتا ہے پینے کے پانی کا مسئلہ بھی حل ہوتا ہے۔ لیکن اُس نے میری کوئی بات نہیں سنی۔ تین مہینے سے مسلسل میں سی ایم صاحب کے پیچھے پڑا ہوں لیکن اُسکے لیے کچھ نہیں ہوا۔ میں نے کہا کہ اگر آپ چاہتے ہیں تو اُن لوگوں کو آپکے پاس بھی لے کر آسکتا ہوں۔ لیکن اُس نے کہا کہ میرے پاس پیسے نہیں ہیں۔ اب ایک تحصیل میں 122 ڈیم رکھ سکتے ہیں تو ہمارے پورے ضلع میں ایک ڈیم نہیں دے سکتے ہیں۔ تو سب سے زیادتی ہیں۔ ژوب ڈویژن میں ہے ہمارے ہاں پانچ ڈیم نہیں دیے گئے لیکن یہاں ایک تحصیل میں 122 ڈیم اُس نے کس بنیاد پر رکھے ہیں؟ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ووٹرز خرید رہے ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اُس کا ضمیر خرید رہے ہیں۔ اُس کو ہرنی میں وہاں ڈیم کی کیسے

ضرورت پڑگئی؟ اتنے زیادہ ڈیپوں کی ایک ہی تحصیل میں اتنی زیادہ تعداد میں ضرورت کیسے پڑی؟ ہمیں تو اس بات پر تعجب ہے اور حیرانگی ہے۔ کدھر ہے وہ نیب، کدھر ہے وہ اینٹی کرپشن والے ادارے۔ پوچھ لیں اور اسکی تحقیق کر لیں۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔ جی مولانا واسع صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: میڈم اسپیکر! میں point of order پر ہوں۔ میڈم! ہم نے آپ سے پہلے بھی request کی ہے کہ اجلاس کو قواعد و انضباط کار کے متعلق چلایا جائے۔ ابھی جو ہو رہا ہے شاید یہ سب کچھ قواعد کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ اگر آپ قواعد پڑھ لیں تو چونکہ جو ایجنڈا ہمارے سامنے ہے اگر اُس پر آپ آجائیں۔ اگر یہ اس قسم کا فوری مسئلہ ہے تو وہ تحریک التوا لے کر آتے۔ یہ بھی تو ہو سکتا تھا کہ اتنا ضروری مسئلہ تھا تو وہ تحریک التوا لے آتے۔ نہ وہ کوئی تحریک التوا لائے ہیں نہ کچھ کیا ہے۔ انہوں نے درمیان سے اٹھ کر کے یہ ہمارے سامنے رکھ دیا ہے۔

میڈم اسپیکر: نصر اللہ خان زیرے صاحب! The Member can point out any point.

وہ any point at any time۔ وہ rules میں کہیں ایسا نہیں لکھا کہ وہ کسی timing کے مطابق کریں گے۔ آپ please rules اسمبلی یا اسپیکر کو نہیں بتائیں کہ کیسے چلانا ہے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: یہ توجہ دلاؤ نوٹس آپ کس لیے رکھ رہی ہیں؟ اس میں کیا فرق ہے؟

میڈم اسپیکر: توجہ دلاؤ نوٹس اور دوسری چیزیں ہیں۔ public importance بھی ہیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: تحریک التوا کے کیا معنی ہیں؟

میڈم اسپیکر: نصر اللہ خان زیرے صاحب! آپ please اپنی نشست پر بیٹھیں۔ You can not address

or direction to the Speaker, please۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ پچاس دفعہ خود

public importance پر کھڑے ہو چکے ہیں۔ آپ مجھے نہیں بتائیں کہ قواعد و انضباط کار کیا ہیں؟ مجھے پتہ ہے کہ کیا

ہے۔ آپ تشریف رکھیں please۔ ہر ممبر کو حق ہے کہ وہ اپنی بات لائے، اُس کے بعد جواب دینا آپ کا حق ہے۔

مولانا عبدالواسع (قائد حزب اختلاف): point of order

میڈم اسپیکر: جی مولانا صاحب!

قائد حزب اختلاف: میڈم! جو سردار صاحب نے جس بات کی نشاندہی کی یا جس کی طرف توجہ دلائی۔ میں سمجھتا ہوں کہ

اسکا یہ ایک پہلو نہیں ہے کہ انہوں نے کیوں ڈیم وہاں بنائے ہیں؟ وہ بھی شاید بلوچستان کا علاقہ ہے اور ہمارے بلوچستان کا

ایک حصہ ہے۔ لیکن میڈم اسپیکر صاحبہ! المیہ یہ ہے کہ موجود حکومت کی جو کرپشن کا ایک ریکارڈ ہے، سرزمین پر کوئی چیز پانچ سال

میں نظر نہیں آرہی ہے۔ اور اس قسم کے umbrella، ایک سوچھیس ڈیم ایک PC-1 اور ایک ٹینڈر اور ایک مخصوص

علاقہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ نہ صرف یہ کہ ایک پورے بلوچستان کے علاقے کی حق تلفی اگر ہوئی ہے تو چلو ہم درگزر کرتے ہیں۔ لیکن اسمیں میرا یقین ہے کہ یہ سارا خورد برد ہو جاتے ہیں۔ ان ڈیموں کے نام پر پہلے بھی اس حکومت میں کافی کرپشن ہوئی ہے۔ اور ابھی یہ بھی کرپشن کی نذر ہو جائیں گے۔ اگر اس طرح lump-sum مبہم قسم کے ٹینڈر ہوتے ہیں، اربوں روپے ایک ساتھ ٹینڈر ہوتا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ خدشہ یہ ہے کہ بلوچستان جیسے کہ تاریخی ایک کرپٹ حکومت ہے اور تمام ادارے اس کا اعتراف بھی کرتے ہیں اور وہ کھل کے کہتے ہیں کہ اس حکومت سے کبھی کرپٹ حکومت نہیں آئی ہے۔ لیکن اب جیسے کہ مفتی گلاب صاحب نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ کدھر ہے پیرا؟۔ کدھر ہے ان کے ادارے کدھر ہے نیب کدھر ہے؟ وہ اینٹی کرپشن کدھر ہے کہ پہلے بھی انہوں نے پانچ سال دیکھ لیے اور سارے ریکارڈ اُنکے پاس موجود ہیں کہ ان ڈیموں کے نام ان چیک ڈیموں کے نام اس حوالے سے جو کرپشن ہوئی میں سمجھتا ہوں کہ اس حوالے سے ہم اس ڈیم کو بے شک ہمیں اگر یہ الزامات مل جاتے ہیں پھر خرچ کرنے میں میرے بلوچستان کے اندر کوئی اس پر نہیں ہے کیوں کہ ہر ایک علاقہ اور ہر ایک انسان، وہ بلوچستان کا ایک حصہ ہے۔ لیکن یہ خالصتاً کرپشن کے لیے ہیں۔ اور ابھی اس آخر وقت میں کہ اسمبلی اور حکومتوں کے جو چھ مہینے ہوں یا نہ ہوں لیکن اس دوران 126 اس طرح مبہم قسم کے ٹینڈر یہ بلوچستان کے پیسے خورد برد ہونے کا خدشہ ہے۔ میڈم صاحبہ! آپ رولنگ دے دیں یہ بلوچستان کا پیسہ ہے۔ کم از کم قانون کے دائرے کے اندر تو لائیں۔ ایک طریقہ کار کے مطابق تو لائیں۔ اس ہاؤس کو مطمئن کر دیں 126 ارب روپے جب آپ خرچ کرتے ہیں اور آپ کا ریکارڈ پہلے بھی ہمارے سامنے موجود ہے تو ہم اس بات کی اجازت نہیں دیتے۔ اور آپ خدا را! اس ٹینڈر کے لیے رولنگ دے دیں کہ cnacel کیا جائے۔ اس کے لیے وہی حکومتی کمیٹی بنائیں۔ اپوزیشن کو تو چھوڑ دیں، حکومت کام کرتی ہے تو حکومتی کمیٹی بنائیں، میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی حکومتی کمیٹی رپورٹ دیگی کہ خالصتاً خورد برد کے لیے ہیں۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے آپ کا point آگیا مولانا صاحب! میں یہ کہنا چاہ رہی ہوں کہ آپ ابھی wait کر لیں ہمارے ممبرز جو نہیں آئے ہیں ایک طرفہ بات نہ کریں ناں۔ جب ہمارے منسٹر آجائیں آپ کو جواب دے دیں گے کہ کیا ہے۔ جی ہاں۔ ڈاکٹر صاحب! حکومت کی طرف سے کوئی point اگر۔

قائد حزب اختلاف: یہ کرپشن کی نذر ہو جاتے ہیں اور یہ جیبوں میں چلے جاتے ہیں۔ اور یہ ایک علاقہ، ایک حلقہ، مخصوص شخص یہ کام کرتے ہیں۔ تو اس حوالے سے ہم اگر اسکی شفافیت کی ضمانت ہوگئی اور حکومتی کمیٹی اس کا جائزہ لے، پھر ہم کسی علاقے پر کیوں کہ بلوچستان کے کسی بھی حصے میں اگر ترقی ہوتی ہے تو وہ میرے گھر کی ترقی ہے۔

میڈم اسپیکر: مولانا صاحب! آپ کا point آگیا، thank you جی ڈاکٹر صاحب، ڈاکٹر عبدالملک بلوچ صاحب! گورنمنٹ کی طرف سے آپ کو جواب دیں گے۔

ڈاکٹر عبدالملک بلوچ: شکریہ میڈم! میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے دو قابل احترام سردار صاحب اور زمر خان نے دو ایٹوز سامنے لائے ہیں ایک regarding the appointment of the 17th and others SST and Lecturares اور دوسرا ڈیم کی۔ میں اپوزیشن نے اپنا جمہوری ریکارڈ، وہ ہمارے لیے انتہائی قابل احترام ہیں۔ وہ ریکارڈ ہو گیا ہے۔ وہ اپنی کرسیوں پر بیٹھ جائیں چیف منسٹر صاحب، منسٹر پی اینڈ ڈی، منسٹر ایجوکیشن آئیں گے، اُن تمام چیزوں کی ڈیٹیلز اُن کو زیادہ بہتر دینگے۔ تو میری اپوزیشن سے request ہے کہ وہ بیٹھ جائیں تاکہ جو ذمہ دار ہیں اُنکو، ہم بھی ذمہ دار ہیں، شاید ہمیں اُن چیزوں کا صحیح معنوں میں پتہ نہیں ہے۔ Whether this a federal PSDP or a provincial PSDP or a special funds from some where۔ تو میری گزارش یہ ہے۔

میڈم اسپیکر: سردار صاحب! ڈاکٹر صاحب کی بڑی اچھی تجویز ہے، آپ please تشریف رکھیں۔ thank you۔ اب معزز اراکین سے میری request ہے چونکہ ہمارے جو ممبرز ہیں، وہ کیبنٹ میننگ میں مصروف ہیں۔ تو اس لیے please ابھی جو public interest کے جو بھی وہ ہیں، چونکہ وہ جواب دینا ہے۔ آپ کے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔ وہ کوئی جواب نہیں دے سکتے ہیں وہ یہاں موجود نہیں ہیں۔ تو آپ please اس کو اسکے بعد raise کیجیے گا۔

میڈم اسپیکر: قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے مختلف قواعد میں ترامیم کا پیش کیا جانا۔ ڈاکٹر صاحب! میں یہ پڑھ لوں، پھر آپ کو موقع دوں گی۔ مشیر وزیر اعلیٰ بلوچستان چونکہ نہیں ہیں۔ برائے قانون و پارلیمانی امور چونکہ نہیں ہیں، تو ڈاکٹر عبدالملک بلوچ صاحب Ex-CM جو ہیں، وہ قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے مختلف قواعد میں ترامیم کی بابت ترمیمی مسودہ کی تحریک پیش کریں۔

ڈاکٹر عبدالملک بلوچ: شکریہ میڈم! میں ڈاکٹر عبدالملک، رکن صوبائی اسمبلی، قواعد و انضباط کار طریقہ کار کی ترمیم کی بابت ترامیم، بلوچستان صوبائی اسمبلی پیش کرتا ہوں۔

میڈم اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے مختلف قواعد میں ترامیم کی بابت ترمیمی مسودہ کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 تحت متعلقہ کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

محترمہ شاہدہ رؤف: میڈم اسپیکر! rules of business میں amendment کی ہے۔
میڈم اسپیکر: ہم نے amendment نہیں کی۔ یہ پیش ہوئی ہے ابھی یہ کمیٹی کے سپرد کی جائے گی۔ ابھی آپ اس پر بحث نہیں کر سکتی ہیں۔

محترمہ شاہدہ رؤف: بحث نہیں، کیونکہ میں نے اس کو نکالا ہے، آپ کے rules of procedure جو ہیں۔ مجھے

پتہ نہیں ہے کہ آپ کس کمیٹی کے سپرد اس کو کر رہی ہیں؟

میڈم اسپیکر: rules of procedure کی متعلقہ کمیٹی وہی ہوتی ہے ناں۔

محترمہ شاہدہ رؤف: میں اُس میں شاید نہ ہوں، لیکن ایک rule ہے جو اسکے اندر آیا ہے۔ 232 A gender and number.

میڈم اسپیکر: شاہدہ صاحبہ! جب پیش ہو جاتا ہے، اُسکے بعد آپ اُس پر بات نہیں کر سکتی۔ آپ اس کو لکھ کے جو بھی ہوگا آپ کی رائے محترم ہوگی۔ آپ اُسکو کمیٹی کے حوالے کر دیں۔

محترمہ شاہدہ رؤف: نہیں نہیں، میں صرف یہ چاہتی ہوں کہ جنہوں نے یہ پیش کیا ہے at least ہمیں یہاں واضح تو کر دیں ناں۔، یہ 232 A Gender and number ہے۔

میڈم اسپیکر: آپ کو واضح نہیں کر سکتے ناں، جب یہ پیش ہو جاتا ہے تو اُسکے بعد آپ کمیٹی میں اپنی تمام رائے اُدھر، اگر آپ چاہیں گی، میں آپ کو اُس کا ممبر بھی بنا دوں گی۔

محترمہ شاہدہ رؤف: اسپیکر صاحبہ! میں صرف آپ سے یہ request کر رہی ہوں آپ میری بہت محترم ہیں۔
میڈم اسپیکر: اذنان ہو رہی ہے please

(اذنان، خاموشی)

میڈم اسپیکر: جی شاہدہ صاحبہ۔

محترمہ شاہدہ رؤف: میں یہ عرض کر رہی تھی کہ اُس کمیٹی کی اگر میں ممبر نہیں ہوں تو at least اُسکے جو members ہیں اُن تک یہ چیز پہنچ جائے۔ amendemnt کی گئی ہے After rule 232, a new rule 232-A shall be added. یہ book ہے، rules of business کی اسمبلی کے، اسکے اندر page number 67 پر rule 232 دیا ہوا ہے، transitional provisions اگر آپ کے پاس ہیں میڈم اسپیکر! یہ، اگر آپ کہتی ہیں، تو میں اسکو پڑھ لیتی ہوں۔

میڈم اسپیکر: جی پڑھیں، please!

محترمہ شاہدہ رؤف:

232. If there be no Speaker at the time of the dissolution of the Assembly, or if the Speaker continuing after the dissolution of the Assembly under clause (8) of Article 53 read with Article 127 of the

Constitution resigns or dies or is otherwise absent, the Secretary shall take such actions, till the election of the Speaker, as are necessary for the running of the day-to-day affairs of the Assembly, the convening of the first meeting of the Assembly after general election and for the conduct of business of the Assembly. یہ آپ کا rule ہے 232، میری سمجھ سے باہر ہے کہ اگر کوئی مجھے اسمبلی گائیڈ کر دے please کہ 232 A جس کو آپ amend کر رہے ہیں gender اور number میں، اُس میں جو آپ کو A اور B clause انہوں نے ڈالی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں۔

(a) Words importing the masculine gender shall be taken to include females; and

(b) Words in the singular shall include the plural, and words in the plural shall include the singular.

اگر آپ اس کو kindly تھوڑا سا مجھے define کر دیں؟

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔ شاہدہ صاحبہ! آپ کا point آگیا۔ جی ڈاکٹر عبدالملک صاحب ڈاکٹر عبدالملک بلوچ: میری گزارش ہے شاہدہ بی بی سے یہاں جو ہے نا کم از کم میں نہیں ہوں rules of business میں، کیونکہ وہ موجود نہیں تھا، اس لیے میں نے پیش کیا۔ جو بھی آپ کے observations ہیں جو concerned کمیٹی میں یہ جارہا ہے۔ آپ اُس میں اُنکو دے دیں۔ اور وہ amicably اُس کو دیکھ لیں گے۔ میڈم اسپیکر: جی its very important۔ میں آپ سے یہی کہہ رہی ہوں کہ آپ ممبرز سمجھا کریں، یہ بڑا important ہوتا ہے۔ آپ کی رائے ہمارے لیے بڑی قابل احترام ہے۔ اور یقیناً اُس کا ایک اچھا input ہوگا۔ تو وہ جب کمیٹی بیٹھے گی تو آپ ضرور اس میں اپنا input دے دیجئے گا۔ ٹھیک ہے۔

محترمہ اینٹا عرفان صاحبہ، رکن بلوچستان صوبائی اسمبلی!، اقلیتی minorities caucus کی بابت تحریک پیش کریں۔ محترمہ اینٹا عرفان میں قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قاعدہ 180 کے تحت ذیل تحریک پیش کرتی ہوں کہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کسی بھی ملک کی اقلیتوں کی جان و مال کی حفاظت، تحفظ، اُن کے مذہبی مقامات کا تحفظ حکومت وقت کی اہم ذمہ داری ہوتی ہے۔ اور مملکت اقلیتوں کے بارے میں ضروری قوانین وضع کرتی ہے۔ تاکہ اُنکے حقوق کا مکمل تحفظ کو یقینی بنایا جاسکے۔ یہ کہ قومی اسمبلی اور دیگر صوبائی اسمبلیوں میں minority caucus کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جبکہ بلوچستان

صوبائی اسمبلی میں اقلیتی caucus کا قیام عمل میں نہیں لایا گیا ہے۔ لہذا میری ایوان سے گزارش ہے کہ بلوچستان صوبائی اسمبلی میں minority caucus کا قیام عمل میں لایا جائے۔

میڈم اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی کے تحت، میں آپ سے پوچھتی ہوں کہ آیا اقلیتی caucus کی بابت تحریک منظور کی جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ اقلیتی caucus کا قیام عمل میں لایا جاتا ہے۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے) میں اس پر، صرف ایک منٹ please۔ اقلیتی کاس کا میں آپ کو بتا دوں کیونکہ ہمارے تین ممبرز ہیں اس میں، تو جناب ولیم جان برکت صاحب، محترمہ انیتا عرفان صاحبہ، اور جناب گھنٹام دس اس کے ممبرز ہوں گے۔ اور کاس اپنے چیئرمین اور چیئر پرسن کا انتخاب خود عمل میں لائے گی۔ اور اسمبلی سیکرٹریٹ کو آگاہ کرے گی تاکہ باقاعدہ اعلامیہ جاری کیا جاسکے۔ جی شاہدہ صاحبہ! آپ اس پر بات کرنا چاہتی ہیں۔

محترمہ شاہدہ رؤف: شکریہ اسپیکر صاحبہ۔ جس طرح ہم minority caucus بنا چکے ہیں۔ اس ہال میں اس floor پر اس سے پہلے کئی دفعہ discuss کیا جا چکا ہے۔ ہماری طرف سے بھی، حکومتی پنجر کی طرف سے بھی یہ بڑے زور و شور سے آپ سے request کی گئی ہے کہ تمام صوبوں کے اندر ایجوکیشن کمیشن اور ہیلتھ کمیشن بھی بن چکے ہیں۔ kindly اگر آپ اس کو اپنے notice میں لے آئیں۔ اور اس کے اوپر جو لوگ بھی کام کر رہے ہیں۔ حکومت کی طرف سے اس کو فوری طور پر۔ آج اگر ایک چیز پیپر پر لکھنے سے ہم اس کو منظور کر لیتے ہیں۔ یہ بن جاتا ہے تو مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ہم آج تک ہیلتھ اور ایجوکیشن کمیشن کیوں نہیں بنا سکے؟

میڈم اسپیکر: جی جی، It is very valid point.

محترمہ شاہدہ رؤف: اس میں اسپیشلی آپ کی favour اور کار ہے کہ آپ اسکو please speed-up کریں۔ جتنا time رہ گیا ہے تاکہ آپ اس میں at least ایجوکیشن اور ہیلتھ یہ دو ڈیپارٹمنٹس ہیں جن پر بڑی تیزی سے جنگی بنیادوں پر کام کرنا ضروری ہے۔ شکریہ۔

میڈم اسپیکر: جی۔ مجید اچکزئی! اس پر باقاعدہ قرارداد لایا چکے ہیں اور وہ منظور بھی ہو چکی ہے اس اسمبلی سے۔ سیکرٹری صاحب! آپ دونوں ڈیپارٹمنٹس کو خط لکھیں، بلکہ اسکے ساتھ ساتھ آپ وومن ڈیپارٹمنٹ کے سیکرٹری صاحب کو بھی خط لکھیں کہ جو بھی یہاں سے چیزیں پاس ہوتی ہیں ان پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے۔ اور جلد از جلد یہ کمیشنز جو ہیں، concerned ministers نہیں ہیں۔ ورنہ انہی کے توسط سے جاتا۔ تو آپ اس پر فوری طور پر لکھیں تاکہ وومن کمیشن جو ہے، پراونشل کمیشن کا باقاعدہ یہاں سے بل پاس ہو چکا ہے۔ اُسکی بھی implementation ضروری ہے۔

غیر سرکاری قراردادیں۔ مولانا عبدالواسع صاحب قائد حزب اختلاف، انجینئر زمرک خان اچکزئی صاحب، سردار عبدالرحمن

کھتیران صاحب، مولوی معاذ اللہ موسیٰ خیل صاحب، مفتی گلاب خان صاحب، جناب خلیل الرحمن دمڑ صاحب، حاجی عبد المالک کاکڑ صاحب، محترمہ حسن بانو صاحبہ، اور محترمہ شاہدہ رؤف صاحبہ، اراکین اسمبلی میں سے کوئی ایک اپنی مشترکہ مذمتی قرارداد پیش کریں۔

مولانا عبدالواسع (قائد حزب اختلاف): بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - مشترکہ مذمتی قرارداد۔ ہر گاہ کہ امریکہ کے اپنے سفارتخانے کو تل ابیب سے یروشلم منتقل کرنے اور یروشلم کو اسرائیلی دارالحکومت قرار دینے پر یہ ایوان شدید الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔ اور اس ایوان کی رائے ہے کہ امریکہ کا یہ قدم تمام امت مسلمہ کے مفاد کے سراسر برخلاف ہے۔ امت مسلمہ، القدس شریف یعنی بیت المقدس جو کہ مسلمانوں کا قبلہ اول ہے، اسکی حرمت کی پاسداری کا عزم کئے ہوئے ہیں امریکہ کے اس قدم سے تمام امت مسلمہ میں تشویش و بے یقینی کی لہر دوڑ گئی ہے۔ مسلمانوں کے جذبات کو بری طرح مجروح کیا گیا ہے۔ پاکستانی عوام اس وقت اپنے فلسطینی بھائیوں کے شانہ بشانہ کھڑے ہیں اور اس بات کا عزم کرتے ہیں کہ ان کے مفادات کے تحفظ کے لیے کوئی کسر نہیں اٹھارہیں گے۔ یہ ایوان عالمی برادری سے مطالبہ کرتا ہے کہ امریکہ کے اس منصوبہ کو پایہ تکمیل تک نہ پہنچانے دیں اس سے نہ صرف دنیا کا امن تباہ ہوگا بلکہ اور بین المذاہب تفرقے جنم لیں گے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ اس معاملہ پر امت مسلمہ میں یکجہتی پیدا کرنے کی کوشش کرے اور اس معاملہ کو عالمی سطح پر اجاگر کرنے اور امن پسند ملکوں کی حمایت حاصل کرنے کی بھرپور کوشش کرنے کو یقینی بنائے۔

میڈم اسپیکر: مشترکہ مذمتی قرارداد پیش ہوئی، کیا محرکین میں سے کوئی ایک اپنی اس مشترکہ قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟ جی مولانا عبدالواسع صاحب۔

قائد حزب اختلاف: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - میڈم اسپیکر صاحبہ! ایک زخم خوردہ قوم جو کہ زخمی ہے ایک ملت ہے۔ اور اس کو بار بار زخمی کیا جا رہا ہے۔ اور بار بار ان پر ایک آفت مسلط کی جا رہی ہے۔ میڈم اسپیکر صاحبہ! اس کے پس پردہ اور اس کے پشت پر کہ مسلمانوں کے خلاف ایک مہم کے طور پر مسلمانوں کی تباہی کی منصوبہ بندی ہو رہی ہے۔ یہ بہت طویل داستان ہے اُن کی۔ لیکن میڈم اسپیکر صاحبہ! آج اگر ان حالات کو دیکھا جائے کہ پوری امت مسلمہ کے اندر جو خونریزی ہے، جو قتل ہے جو تباہی ہے جو بربادی ہے لیکن ایک طرف ہمیں قتل کیا جا رہا ہے ایک طرف ہمیں تباہ کیا جا رہا ہے ایک طرف ہمارے پورے ملک اور ہماری املاک کو جلایا جا رہا ہے۔ دوسری طرف اس کی ساری سزا اور سارا ملہ ہمارے اوپر گرایا جا رہا ہے۔ کہ یہ دہشتگردی ہیں اور دہشتگردی امت مسلمہ کے اندر ہے۔ لیکن میڈم اسپیکر صاحبہ! اس طرح کی صورتحال نہیں ہے۔ بلکہ اصل مسئلہ یہ ہے کہ نہ مسلمان دہشتگرد ہیں نہ امت مسلمہ کے اندر کوئی دہشتگرد ہے اور یہ خون خرابہ اور نہ یہ قتل و غارت گری یہ ان کا اپنا پیدا کردہ

ہیں۔ بلکہ یہ سارے حالات امت مسلمہ پر مسلط کیے گئے ہیں۔ لیکن ایک منصوبہ اور ایک عیاری کے تحت۔ میڈم اسپیکر صاحبہ! پہلے زیادہ دور نہیں جاؤں گا۔ لیکن میں ان موجودہ حالات میں یہ 9 سے 10 سالوں میں پوری امت مسلمہ کے اندر عراق، شام، لبنان، یمن، افغانستان، برما جہاں جہاں بھی مسلمانوں کے اوپر جو ظلم مسلط کیا گیا ہے۔ لیکن یہ اوپر سے مسلط ہے اور ہمیں یہی بتایا جا رہا ہے کہ مسلمان ایک دوسرے کا گلا کاٹ رہے ہیں۔ لیکن جب وہ ماحول پیدا کرتے ہیں اور حالات وہ پیدا کرتے ہیں اور ان کو promote کیا جا رہا ہے۔ اُن پر سرمایہ کاری کر رہا ہے۔ تو پھر ہمارے اوپر سارے الزامات لگائے جا رہے ہیں۔ میڈم اسپیکر صاحبہ! ابھی آپ کو معلوم ہے کہ پوری دنیا کے میڈیا کالم نگار، تجزیہ کار، تاریخ دان سب اور وہاں امریکہ کا خود اپنے لوگ اپنے اداروں کے ریٹائرڈ لوگ کہتے ہیں کہ ولڈ ٹریڈ سنٹر کا واقعہ اور 9/11 کا واقعہ تھا وہ نہ کوئی جہاز آیا ہے اور اگر آیا ہے تو بھی یہ کوئی بھی مسلمان اس میں ملوث نہیں ہے۔ یہ سارا امریکہ اور امریکی حکومت کی اپنی منصوبہ بندی تھی۔ اور وہ منصوبہ یہی تھا کہ اس کی آڑ میں امت مسلمہ پر وہ جارحانہ انداز اور وہاں اُن کو تباہ کرنے کے لیے انہوں نے ایک بہانے کے طور پر، انہوں نے ایک ہتھیار کے طور پر انہوں نے استعمال کر دیا۔ اور پھر جو اپنے مقابلے کے طور پر لوگ کھڑا کر دیتے ہیں اُن کو بھی promote کیا جا رہا ہے۔ اور وہ بھی ان کے لوگ ہوتے ہیں وہ مقابلے میں بھی لوگ پیدا کرتے ہیں اپنے طور پر بھی وہ آجاتے ہیں اور درمیان میں امت مسلمہ، مسلمان قوم اور وہاں کے infrastructure سب تباہ ہوتا جا رہا ہے۔ تو میڈم اسپیکر صاحبہ! اس طرح جب 9/11 کے بعد انہوں نے دنیا کے اندر پیدا کر دیا امریکہ گورنمنٹ نے لیکن اب رفتہ رفتہ مسلمانوں کے اندر بھی شعور آ گیا۔ دنیا کو بھی سمجھ آ گیا کہ بھی نہ کوئی دھماکہ ہے نہ کوئی دہشتگردی ہے یہ سب امریکہ کا پیدا کردہ بلکہ اُن کے خود وزیر خارجہ ہلری کلنٹن تھی تو انہوں خود اس بات کا اعتراف کر لیا دنیا کے سامنے آ گیا۔ کہ یہ داعش ہمارے پیدا کردہ ہے فلاں تنظیم ہماری پیدا کردہ ہے فلاں کے لیے ہم کام کرتے ہیں۔ ہم ان کے لیے مواد اور وسائل پیدا کرتے ہیں لیکن وہ ساتھ ساتھ ہی اقرار کرتے ہیں کہ مسلمانوں پر ہاتھ ڈالنے کے لئے امت مسلمہ کو تباہ کرنے کے لئے ہم نے یہ اقدام کیا ہے۔ لہذا میڈم اسپیکر صاحبہ! جب ان کے سارے ڈرامے سامنے آ گئے۔ وہاں امریکہ کے عوام نے بھی سمجھ لیا، یورپ کے عوام نے بھی سمجھ لیا مغرب بھی سمجھ گیا مسلمان بھی سمجھ گئے۔ رفتہ رفتہ اس دہشتگردی کے نیچے کمزور ہو رہے ہیں وہ پیچھے جا رہا ہے۔ اب وہاں امریکی صدر ٹرمپ نے ایک نیا تنازعہ فیصلہ کر کے اور ایسا تنازعہ اعلان کر دیا نہ صرف مسلمان بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ تمام انسانیت اس پر پریشان بھی ہے بلکہ میں مشکور ہوں۔ ہم بحیثیت قوم بحیثیت مذہب ہم مسلمان کسی بھی مذہب سے کسی بھی قوم سے نفرت نہیں کرتے لیکن اُن کے کارناموں سے ان کے کردار سے ہمیں نفرت ہے ان کا جو کردار اور روش ہے اُن سے نفرت ہے۔ لہذا میں مشکور ہوں کہ او بامانے کل جو statement دیا جو پرنس کانفرنس کیا جو امریکہ کا سابقہ صدر ہے۔ انہوں نے خود ٹرمپ کے بارے میں یہ کہا کہ انہوں نے ہٹلری کی یاد تازہ کر دی۔ انہوں نے لاکھوں کروڑوں لوگوں کو موت کے منہ

میں دیدیا۔ لہذا انہوں نے خود اُس پر تنقید کرنا شروع کر دی۔ میں سمجھتا ہوں ہر انسان اگر اس قسم کی دہشت گردی بلکہ آج ہم ایک واضح اعلان کرتے ہیں۔ دہشتگردی تمام کے تمام امریکی حکومتی اداروں کی طرف سے امریکی حکومت کی طرف سے ہے وہاں اُن پر بھی دہشتگردی ہوتی ہے تو اُن کی طرف سے ہے اگر ہمارے عوام اور امت مسلمہ پر دہشتگردی ہوتی ہے تو اُن کی طرف سے ہے اور ہمارے اوپر مسلط کیا گیا۔ لہذا اُس دہشتگردی کو نیا رخ دینے کے لیے اُس خون خرابہ اور اُس جنگ کو نیا رخ دینے کے لیے انہوں نے ایسا تنازعہ اعلان کیا۔ کہ پوری دنیا اقوام متحدہ تمام ادارے اس بات پر سر جوڑ کر بیٹھے تھے کہ فلسطین کا مسئلہ ہم کس طرح حل کریں گے۔ اسرائیل کا تسلط، جبر، ظلم جو مسلمانوں پر کر رہے ہیں۔ اس کو ہم کس طرح آہستہ آہستہ ایک دوسرے سے دور کرتے ہیں۔ اور اس مسئلے کو حل کرتے ہیں۔ اس پر اقوام متحدہ اور تمام اقوام عالم اسلام اور کام بھی اس پر جاری تھا۔ ہر حکومت کی یہی کوشش تھی۔ ہر ادارہ کی یہ کوشش تھی۔ مسلمانوں کی یہی آواز تھی کہ اسرائیل کے ہاتھ روک دیں، اُن پر جو مظالم ہو رہے ہیں اُن کا دفاع کیا جائے۔ معاملہ اس پر چل رہا تھا لیکن اچانک صدر ٹرمپ نے جو اعلان کیا تو میں سمجھتا ہوں کہ 9/11 ڈرامہ تھا وہ پرانا ہو گیا۔ وہ لوگ سمجھ گئے اب انہوں نے ایک نیا تنازعہ کھڑا کر دیا۔ تاکہ پوری امت مسلمہ ایک یہودیت کے خلاف، نصرانیت کے خلاف، انسانیت کے خلاف اور وہ تمام انسانوں کو اپنا دشمن سمجھیں تاکہ جنگ مزید بڑھ جائے اور مزید تازہ ہو جائے۔ اُن کا پھر کام چلیں اُن کے کارخانے چلیں اُن کے اسلحہ کارخانے چلیں۔ اُن کے دوسرے کاروبار چلیں۔ اُن کے تسلط جو new world order کے حوالے سے جو پوری دنیا پر تسلط چاہتے ہیں، وہ چلیں۔ لہذا اس طرح جو صورتحال جب پیدا کرتے ہیں۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ مسلمان دہشتگرد ہیں۔ اسی ٹرمپ کے ہمارے مقدس مقامات اور ایکشن سے پہلے مکہ اور مدنیہ کے بارے میں اُنکے جو remarks تھے اُنکی جو تقاریر تھیں۔ بیت المقدس کے حوالے سے جو اُن کی تقریر ہے۔ لہذا ہم اُن کے تمام مقامات مقدسہ کے بلکہ ہم مسلمان نہ صرف بنی اکرم ﷺ پر ایمان رکھتے ہیں بلکہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام پر ایمان رکھتے ہیں۔ اس طرح جیسے کہ محمد ﷺ پر ایمان رکھتے ہیں۔ ہم قرآن پاک، زبور، انجیل اور تورات پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ کیونکہ ہم کہتے (عربی) میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر۔ ان تمام پر ہم ایمان رکھتے ہیں۔ لیکن آپ مجھے بتائیں کہ ہم آپ کے تمام انبیاء کرام کو اپنے نبی ﷺ سمیت مانتے ہیں۔ لیکن دہشتگردی آپ کی وجہ سے ہے۔ یا آپ کے انکار کی وجہ سے ہے یا آپ کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے ہے۔ یا دہشتگردی ہم جو اپنے مقامات مقدسہ، اپنے مذہب اپنے دین اور اپنے عقیدے کا تحفظ کرتے ہیں۔ بلکہ اس پر عملدرآمد کرتے ہیں۔ کسی پر ہم مسلط نہیں کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن ہمارے اس اقرار کی وجہ سے ہے یا آپ کے انکار کی وجہ سے ہے۔ لہذا ہم اس ایوان کے توسط سے اور پورا عالمی برادری سے اپیل کرتے ہیں۔ ہم پوری انسانیت سے اپیل کرتے ہیں یہ ٹرمپ کا جو فیصلہ ہے یہ انسانیت کے خلاف ہے۔ ایک انسان دوسرے انسان سے ایک مذہب دوسرے مذہب سے لڑانے کا ایک منصوبہ ہے

اور نفرت کا ایک منصوبہ ہے۔ لہذا پوری عالمی برادری اس منصوبے کو روک دے اور مزید یہ کوشش کی جائے کہ فلسطین کے مسلمانوں یا شام کے مسلمانوں پر یا ایران کے مسلمانوں پر یا افغانستان کے مسلمانوں پہ جو دہشتگردی امریکہ کی طرف سے مسلط ہے۔ اُن کے پنچے نکال دیے جائیں اور اپنی حکومت سے بھی اور پاکستانی حکومت سے بھی اپنے اداروں سے بھی کہ ایک طرف جیسا کہ آج قاری صاحب نے جو آیات شریفہ تلاوت کیں۔ یعنی یہود اور نصاریٰ سے آپ دوستی نہیں رکھیں اور انکی دوستی سے اُمید نہیں رکھیں۔ کیونکہ اگر اُن کے اپنے درمیان جتنے بھی اختلافات ہیں۔ نصاریٰ یہود کو کوئی چیز نہیں سمجھتے تھے۔ یہود نصاریٰ کو۔ لیکن قرآن کی ایک ہدایت ہے کہ اسکے باوجود یہ آپ کے مقابلے میں متفق ہیں۔ اور اُمت اور اُمت مسلمہ اور مسلمانوں کو تباہ کرنے پر نکلے ہوئے ہیں۔ لیکن جب قرآنی آیات ہمارے سامنے موجود ہیں۔ اور یہ سب اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں۔ یعنی مسلمانوں کو یہی ہدایت کرتے ہیں کہ یہود اور نصاریٰ تم سے اُس وقت راضی نہیں ہوتے ہیں جب تک آپ انکے راستے پر نہیں چلیں۔ جب آپ اُنکے مشن کو قبول نہ کریں۔ جب اُنکے تابع نہ ہو جائیں۔ لیکن ہماری بد قسمتی یہ ہے کہ ہم اپنے قرآن پر اعتماد نہیں کرتے ہیں۔ اپنے اللہ پر بھروسہ نہیں کرتے ہیں۔ اور ہم کہتے ہیں کہ ہم تو نئے لوگ ہیں، ہم تو ماڈرن لوگ ہیں۔ نئی دُنیا کے لوگ ہیں۔ ہم روابط قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ یہ تو انتہا پسندی ہے۔ اور دوستی برابری کی بنیاد پر کبھی بھی اسلام نے منع نہیں کیا ہے۔ کہ آپ کسی کے ساتھ برابری کی بنیاد پر تعلق نہ رکھیں۔ بلکہ غلام اور آقا کا تعلق نہ رکھیں۔ بلکہ اُن سے اُمید خیر کی توقع نہ رکھیں۔ ابھی جو یہ ہمیں ڈالر دیتے ہیں۔ کبھی کسی حوالے سے کسی کو سپورٹ پروگرام کبھی coalition، کبھی کیا۔ کیا وہ ہمارے لئے ہیں یا ہماری تباہی کے لئے ہیں؟

میڈم اسپیکر: مولانا صاحب! conclude کریں، باقی ممبرز نے بھی بات کرنی ہے۔

قائد حزب اختلاف: جب ہم اس قسم کی دوستیاں کرتے ہیں۔ اس قسم کا تعلق آقا اور غلام کی نسبت سے قائم رکھتے ہیں۔ تو وہ ہمارے اُوپر اس قسم کے فیصلے مسلط کرتے ہیں پھر ہم پریشان ہوتے ہیں۔ جب ہم اپنے دین اپنے مقدس مقامات کا دفاع کرتے ہیں۔ تو اُس طرف سے عالمی برادری، وہ بھی سارے انکے ہاتھ میں ہیں۔ اقوام متحدہ بھی انکے ہاتھ میں ہے۔ اور کہتے ہیں دیکھئے یہ دہشتگرد ہیں۔ کیا یہ دہشتگردی ہے جب میں بیت المقدس کا تحفظ کروں گا۔ جب میں اپنے مسلمان بھائیوں کا تحفظ کروں گا۔ اُنکا دفاع کروں گا۔ لیکن اگر میں نے جارحانہ انداز اختیار کر لیا تو بیشک میں دہشتگرد ہوں۔ لیکن اگر آپ نے یہاں مداخلت کر کے آپکو کیا حق حاصل ہے کہ آپ نے نہ اقوام متحدہ سے ابھی تک منظوری لی ہے نہ کسی عالمی برادری سے آپ نے بات کی ہے۔ اور یکطرفہ طور پر آپ نے ایک ایسا تنازعہ فیصلہ مسلط کر لیا جس سے تمام مسلمانوں کو زخمی کر دیا۔ بلکہ مسلمانوں کی تباہی کا نسل در نسل منصوبہ آپ نے بنا دیا۔ لہذا ہم مرکزی حکومت سے یہ سفارش کرتے ہیں بلکہ ہم اُس سے یہ کہتے ہیں کہ خُدا را! یہ تو فتنہ نہیں ہے کہ ہم آپ سے مانگتے ہیں۔ یہ ایمان ہے لیکن اُن سے روابط

منقطع کر کے اور فوری طور تمام دُنیا کے مسلمان ہوں یا غیر مسلم ہوں، انسانیت کی بنیاد پر، اُن سے روابط قائم کیا جائے اور ٹرمپ کے اس تنازعہ فیصلے کو اس سے واپس دلوا یا جائے۔ اور اُمت مسلمہ اپنے درمیان اتحاد پیدا کر لے اور خاص کر ہم اس ایوان میں مطالبہ کرتے ہیں کہ چارممالک سعودیہ، پاکستان، ایران اور ترکی، یہ چار ممالک خُدارا مسلمانوں کو متحرک رکھیں اور اس امریکہ اور اسکے ظلم سے اُن کو نجات دلائیں۔ اور خُدارا! مسلمان ممالک کسی طور پر امریکہ یا کسی بھی غیر مسلم ملک کیلئے، پراکسی اور ایجنٹ کا کردار ادا نہ کیا جائے۔ وَاٰخِرُالدَعْوَانَعْنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

میڈم اسپیکر: thank you جی زمر خان اچکزئی صاحب۔

انجینئر زمر خان اچکزئی: شکر یہ میڈم اسپیکر! آج جو ہماری اپوزیشن کی طرف سے قرارداد مولانا عبدالواسع صاحب نے پیش کیا۔ اُنہوں نے اس پر تفصیلی بات کی۔ میں مختصراً بات کروں گا۔ اصل میں یہ صرف مسلمانوں کا مسئلہ نہیں ہے۔ کیونکہ اس طرح اگر کسی مذہب کے آپ مقدس جگہوں پر حملہ کرتے ہیں یا اُن پر قبضہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ تو یہ صرف اُس مذہب کا مسئلہ نہیں بنتا ہے یہ اُس مذہب تک نہیں رہتا ہے۔ بلکہ یہ پوری دُنیا میں تمام مذہب کیلئے یہی پھر ایک مصیبت بن جاتی ہے۔ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ ٹرمپ نے جو اعلان کیا ہے یروشلم کے حوالے سے تو یہ مسئلہ صرف یروشلم یا مسلمانوں تک رہے گا؟ یہ جنگ اگر خُدا نخواستہ چھڑ جاتی ہے۔ کیونکہ میں مسلمان ہوں اور اس دُنیا میں جتنے بھی مسلمان رہتے ہیں۔ اُن سب کو اس چیز پر افسوس ہوگا۔ افسوس تو کیا وہ جہاد کا اعلان بھی کریں گے کہ جی ہم جہاد کریں گے۔ اور اس جہاد سے پھر پوری دُنیا آگ کی لپیٹ میں نہیں آئیگی۔ اس میں نہ یہودی بچے گانہ عیسائی نہ آتش پرست بچے گا اس میں کسی مذہب والا نہیں بچ سکتا۔ اگر امریکہ کے صدر کا یہ خیال ہے کہ یہ صرف مسلمانوں کی حد تک رہے گا۔ نہیں۔ ہماری تو ایک دل آزاری ہوگی۔ ہماری تو مقدس جگہ ہے۔ ہم تو مسلمان ہونے کے ناطے ان چیزوں پر قربان ہو جائیں گے۔ اور یہ نہیں ہے کہ ہم صرف ایک پارٹی تک محدود رہیں گے اس ایجنسی ٹیشن کو۔ کہ جی عوامی نیشنل پارٹی کا ہے۔ پشتونخوا کا ہے جمعیت کا ہے۔ یہ بلوچستان کا مسئلہ ہے یہ پورے پاکستان اور پوری اُمت مسلمہ کا مسئلہ ہے۔ اور حقیقت میں یہ نہیں ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ ایک سپر پاور کی حیثیت سے وہ یہ آرڈر کرتے ہیں۔ اور دُنیا میں کوئی دوسرا سپر پاور ہے نہیں۔ یہاں پہلے ایک اور سپر پاور ہوا کرتا تھا USSR۔ اُنہوں نے بھی ایسے اقدامات کئے کہ کسی ملک کے اندر داخل ہونے کی اُس نے کوشش کی اور آج اُس کا حشر کیا ہوا۔ وہ کتنے ملکوں میں تقسیم ہوا۔ ہم یہ نہیں سمجھتے ہیں۔ یہاں اگر وہ آیا ہوا ہے۔ کہیں بھی قبضہ کر رہا ہے۔ پوری دُنیا میں اپنی فوجوں کو stable کیا ہوا ہے اور وہاں داخل کر کے اپنے قبضے جمار ہے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اگر اپنے حقوق اپنی زمین پر اپنے حقوق کی بات کرتے ہیں۔ پشتون میں کہتے ہیں۔ کہ اچل خوار اچل اختیار نہ منوبل اختیار۔ اُس میں یہی ہے کہ ہم اپنی زمین پر کسی کا اختیار برداشت نہیں کرتے، تو امریکہ کون ہوتا ہے کہ وہ افغانستان، پاکستان یا یروشلم یا عراق میں اپنا قبضہ جماتا ہے۔ ہم اس کی مخالفت کرتے ہیں

اور کبھی بھی اس چیز کی حمایت نہیں کریں گے۔ میں اس قرارداد کی جو ہم نے خود پیش کی ہے۔ اور میرے خیال میں ٹریڈری پنچر بھی اس پر بحث کریں گے اور اس پر ایک مشترکہ صورت میں اس کو ہم پاس کریں گے۔ کہ پورے ایوان کی طرف سے یہ آواز صوبہ بلوچستان کی اسمبلی کی طرف سے مرکز کو پہنچے اور مرکز اس چیز کو میں تو سمجھتا ہوں قومی اسمبلی میں بھی آئیگی اور سینٹ میں بھی۔ اور چاروں صوبائی اسمبلیوں کے فلور پر یہ قراردادیں پیش ہو جائیں گی۔ اور ایک مشترکہ آواز سلامتی کونسل کے اجلاس میں لا کر رکھی جائے اور پھر اس بنیاد پر اس آواز کو عالمی دنیا تک پہنچائی جائے۔ اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ اگر ہم ایک قوت بن کے ایک آواز بن کے ان مسلمانوں کی آواز کو کوئی نہیں دبا سکتا۔ اور ٹرمپ جو ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ دباؤ آنے سے اس کا اپنا جو فیصلہ ہے وہ بدل دیں گے۔ اگر پھر بھی نہیں بدلتا ہے۔ ہم ماشاء اللہ ایک مسلمان کی حیثیت سے مسلمان اتنی پاور میں ہیں دنیا میں اگر وہ اس چیز کیلئے اکٹھے ہو جائیں ٹرمپ کیا اُسکے پورے اسرائیل سمیت جتنے بھی یہود اور نصاریٰ ہیں وہ اکٹھے ہوں گے پھر بھی کچھ نہیں کر سکتے۔ اور ہمیشہ ہمیں آپس میں لڑتے ہیں۔ عراق میں دیکھیں کیا ہو رہا ہے افغانستان میں کیا ہو رہا ہے۔ ہمیں آپس میں سیکرین بنیاد پر تقسیم کر کے لڑتے ہیں۔ اور ہمیں دہشت گرد کہتے ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ہم آپس میں یہ جو فتوے دیتے ہیں ایک دوسرے کیخلاف اس کو بند ہونا چاہئے۔ ہم سارے مسلمان ہیں شکر ہے ہم نے کلمہ پڑھا ہے۔ اور ہمیں اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ پر ایمان ہے۔ تو ادھر ہم اپنی اس جنگ کو اسی بنیاد پر کہ ہم امریکہ اور دوسرے جو یہود یا غیر مسلم ممالک ہیں وہ ہمیں اس بنیاد پر لڑتے ہیں کہ ہم ایک دوسرے کو فتوے دیتے ہیں۔ کبھی جہاد کا کبھی کدھر کبھی ادھر ان چیزوں کو بس کرنا چاہئے اور ہمیں اپنے دشمن کو پہچان لینا چاہئے کہ کون ہمارا دشمن ہے۔ امریکہ ہے یا کوئی اور ممالک اُنکے خلاف متحد ہو کے ہم نے جنگیں لڑنی ہیں اور تب ہمارے مسلم ممالک میں امن آ سکتا ہے۔ اگر ہم ان کی سازشوں کو پہچان لے اور ان کی سازشوں کو ہم ناکام بنادیں۔ تو میں اتنا کہتا ہوں کہ اس قرارداد کو آپ میڈم اسپیکر! پورے ہاؤس سے میرے خیال ہے کہ بحث بھی کریں گے اور اس کو منظور کر کے مرکز تک پہنچائیں۔ اور ہماری یہ مشترکہ آواز بلوچستان سے جائے کہ ہم اسکی مخالفت کرتے ہیں۔ اور ٹرمپ کو اس قرارداد کے through ہم پاکستان کی اس آواز کی through اُن کو قائل کریں اور ان کو مجبور کریں کہ وہ اپنا فیصلہ واپس لیں۔ شکر یہ۔

میڈم اسپیکر: پہلے محرکین کو موقع دے دوں پھر۔ جی مفتی گلاب صاحب۔

مفتی گلاب خان کا کڑ: یہ قرارداد جو ہم نے آج پیش کی ہے۔ اللہ جل جلالہ نے فرمایا ہے یعنی یہ وہ مبارک مقام ہے جس کے بارے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے علاوہ دنیا میں کوئی اور مسجد ایسی نہیں ہے جس کی نیت سے بندہ کو سفر کی اجازت ہو۔ سفر کی اجازت صرف مسجد اقصیٰ کی اجازت ہے۔ اسکے علاوہ کسی اور مسجد کی نیت سے آپ سفر نہیں کر سکتے۔ نبی اکرم ﷺ جب معراج پر جا رہے تھے۔ تو یہاں پر آ کر مسجد اقصیٰ ہی میں تمام انبیاء کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

امامت فرمائی۔ تو اس پر تمام امت مسلمہ کی دل آزاری ہوئی ہے۔ ٹرمپ کے اس فیصلہ پر پوری دنیا میں ایک تقسیم اور ایک نفرت پیدا کی گئی ہے۔ پہلے یہ کہتے تھے کہ ہم امن کے نام لیوا ہیں۔ لیکن اسکے اس فیصلے نے ثابت کر دیا کہ امریکہ میں دنیا میں جتنی دہشتگردی ہے یہ امریکہ نے پھیلائی ہے۔ چاہے یہ خون خرابہ جو امت مسلمہ میں ہے یہ کئی دہائیوں سے جاری ہے۔ یہ امریکہ کی اُن پالیسیوں کا نتیجہ ہے جو امریکہ نے امت مسلمہ پر مسلط کیا ہے۔ چاہے یہ خون خرابہ عراق میں ہو۔ چاہے لیبیا میں ہو، چاہے افغانستان میں ہو، چاہے شام میں ہو، چاہے فلسطین میں ہو، یہ امریکہ کا مسلط کردہ خون خرابہ ہے۔ اُن کی کوشش یہ ہے کہ امت مسلمہ کی معیشت کو تباہ کر دیں۔ تاکہ امت مسلمہ ہمیشہ کیلئے زوال پذیر رہے اور اُنکے محتاج رہے۔ اور اُنکے زیر کفالت رہے۔ لہذا اُنکے اس ناپاک عزائم سے پوری دنیا باخبر ہو چکی ہے۔ چاہے وہ جس نام سے بھی ایک تنظیم تشکیل دیں۔ تو اُس تنظیم سے لوگ پہلے سے واقف ہوتے ہیں کہ امریکہ کی پروردہ تنظیمیں ہوتی ہیں۔ چاہے وہ داعش کی شکل میں ہو چاہے وہ کسی اور شکل میں ہو، ہم اُنکو بتانا چاہتے ہیں۔ اور وفاق سے مطالبہ کرتے ہیں کہ جس طرح ترکی کے صدر رجب طیب اردگان نے کہا کہ بیت المقدس ہمارے لئے ریڈ لائن ہے۔ تو ہمارا صدر ہے یا وزیر اعظم ہے۔ وہ بھی اسی طرح اعلان کریں۔ اور وہ او آئی سی کا اجلاس بلائیں اور اس پر احتجاج کریں۔ اور پوری دنیا کو دکھا دیں کہ امت مسلمہ اپنے عقیدے سے نہیں گزر سکتی۔ اپنے عقیدے پر سودا نہیں کر سکتی۔ اپنے عقیدے پر خاموش نہیں رہ سکتی لہذا بیت المقدس کی آزادی تک انشاء اللہ مسلمانوں کا یہ احتجاج اور یہ جدوجہد جاری رہے گی اور وہ اس خام خیالی میں نہ رہے کہ میں نے جو فیصلہ کیا ہے وہ من و عن قبول کیا جائیگا۔ بلکہ اُنکی اپنی جو مغربی دنیا ہے انہوں نے ٹرمپ کے اس فیصلے کو کنڈم کیا ہے اور انہوں نے کہا ہوا ہے کہ اس پر اس سے نفرت بڑھتی ہے اور آپ ہمارے مقدس مقامات پر قبضہ کرتے ہیں تو کل اسی طرح انشاء اللہ ان کے جذبات اٹھیں گے آپکی مخالفت میں وہ پھر آپ کے مقدس مقامات پر قبضہ کریں گے پھر آپ کہیں گے آپ push کرتے ہیں مسلمانوں کے جذبات کو اور کہتے ہیں کہ یہ دہشتگرد ہیں۔ دہشتگرد نہیں ہیں یہود و نصاریٰ ایک نئے سرے سے مسلمانوں کے اوپر دہشتگردی کا لیبل لگاتے ہیں تاکہ مزید خون خرابہ ہو لہذا میں اس معزز ایوان سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس قرارداد کو پاس کروا کر وفاق سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ فوری طور پر مؤثر انداز میں آواز اٹھائیں اور عالمی برادری کو دکھائیں کہ ہم اس بات پر شدید غم و غصے میں ہیں اور ہم اپنا احتجاج جاری رکھیں گے جب تک کہ مسجد مقدس مسجد اقصیٰ آزاد نہ ہو جائیں۔

شکر یہ میڈم اسپیکر۔
جی نصر اللہ زریں صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زریں: شکر یہ میڈم اسپیکر صاحبہ۔ آج جو قرارداد ہاؤس کے سامنے ہے میں آپ سے گزارش کرونگا کہ اس قرارداد کو اگر پوری اسمبلی کی جانب سے متفقہ قرارداد کے طور پر سامنے لایا جائے تو یہ بہتر ہوگا۔ میڈم اسپیکر! آج سے

ٹھیک سو سال پہلے 11 دسمبر 1917ء کو پہلی مرتبہ برطانوی جنرل LNB نے عثمانی فوجوں کو شکست دی۔ اور عرب، فلسطینی عوام کی سرزمین پر انہوں نے قبضہ کیا۔ اور جیسے پہلے میرے دوستوں نے کہا کہ یروشلم کی سرزمین یقیناً تمام مذاہب کیلئے مقدس ہے۔ جس طرح کہا گیا کہ وہ مسلمانوں کیلئے، عیسائیوں کیلئے، یہودیوں کیلئے مقدس ہے۔ تو یقیناً میڈم اسپیکر! آج سے سو سال پہلے 1917ء اور آج 2017ء دسمبر کا مہینہ ہے۔ اور آج امریکن پریزیڈنٹ نے یروشلم کو ایک بار پھر اسمیں اپنے ایک ایسے قانون کا انہوں نے ایم بی سی ایکٹ 1995ء کا سہارا لیکر متل ایب سے یروشلم یعنی مقبوضہ بیت المقدس پر اپنا سفارتخانہ کھولنے کا انہوں نے اعلان کیا۔ میڈم اسپیکر! 1917ء سے 1947ء تک برطانوی سامراج نے ایک منصوبے کے تحت صیہونیت، صیہونی ازم کو انہوں نے پروان چڑھایا۔ اور آہستہ آہستہ دنیا بھر کے یہودیوں کو انہوں نے یہاں فلسطین کی سرزمین یا فلسطینی عرب سرزمین پر انہوں نے بسایا۔ آپ ابھی ان تاریخوں کا بھی اندازہ کریں کہ 14 مئی 1947ء کو یہودی ریاست کا قیام عمل میں لایا جاتا ہے۔ اور آج پھر ممی کے مہینے 2017ء میں ٹرمپ کی امامت میں، ریاض میں، امریکن، عرب، اسلامک اتحاد قائم ہو جاتا ہے اور 55 اسلامی ممالک ٹرمپ کی امامت میں وہ اکٹھے ہو کر دنیا سے دہشتگردی کا خاتمے کا اعلان کرتا ہے۔ میڈم اسپیکر! آپ دیکھ لیں کہ اس میں کتنا تضاد ہے؟ ایک طرف سعودی عرب میں ٹرمپ کو بلایا جاتا ہے اُسکی امامت میں وہ سب لائن بنا کے کھڑے ہو جاتے ہیں جتنے بھی اسلامی ممالک ہیں۔ جس طرح کہا گیا کہ یہ اسلامی ممالک ہیں۔ لیکن ان ممالک کے سربراہان کی یہ صورتحال ہے کہ آج سے صرف سات مہینے قبل انہوں نے ٹرمپ کے آگے سر بسجود ہوئے اور جا کر کے ان کی امامت قبول کی۔ اور اب ایک بار پھر اس ٹرمپ نے 6 دسمبر 2017ء کو تل ابیب سے بیت المقدس میں یاروشلم میں اپنا سفارتخانہ کھولنے کا انہوں نے اعلان کیا۔ میڈم اسپیکر! آپ دیکھ لیں کہ 1947ء سے لیکر، جب 1947ء میں اقوام متحدہ نے یروشلم کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ مغربی حصہ یہودیوں کے حوالے کیا گیا اور مشرقی حصہ جہاں مسجد الاقصیٰ بیت المقدس ہے، مسلمانوں کا پہلا خانہ کعبہ ہے، وہ فلسطینی عرب عوام کے پاس تھا۔ 1966ء میں جب عرب اور یہودیوں کی لڑائی ہوئی۔ تو اُس چھ دن کی جنگ میں پھر عربوں نے شکست کھائی اور اُس دوران جو مشرقی حصہ جارڈن کے پاس تھا یا، وہ بھی صیہونیت یعنی اسرائیل نے اپنے قبضے میں لے لیا۔ اور تمام یروشلم اسرائیلی صیہونیت کے قبضے میں آ گیا۔ میڈم اسپیکر! ابھی آپ اندازہ کر لیں کہ 1967ء سے لیکر آج تک پورے فلسطینی عرب عوام کا خون بہتا رہا۔ پورے فلسطینی عوام کیساتھ ظلم و جبر کی انتہا کی گئی۔ اور اس دوران so-called جو اپنے آپ کو اسلامی ممالک کے سرخیل سمجھتے ہیں انہوں نے اس امریکہ کیساتھ کیا کیا۔ اُنکے ساتھ دوستیاں بنائیں تمام عرب ممالک، کم از کم بیس بائیس کے قریب عرب ممالک ہیں۔ انہوں نے کیا کیا کہ امریکہ کا انہوں نے ساتھ دیا اور فلسطینی بیچارے، غریب، لاچار حتیٰ کہ مصر اُنکا بالکل بارڈر لگتا ہے۔ مصر نے اُن پر پابندی لگا دی۔ باقی ممالک نے اُن پر پابندی لگا دی۔ ہمارے مرد آہن جسے پتہ نہیں کیا کیا القابات دیے گئے۔ مرد مومن،

مرد حق، ضیاء الحق نے جب وہ بریگیڈیئر تھا وہ جا کر کے اُس جنگ میں انہوں نے کئی ہزار فلسطینیوں کا قتل عام کیا۔ آپ خود اندازہ لگائیں میڈم اسپیکر! کہ کس طرح فلسطینی عرب عوام کا خون بہایا گیا۔ میڈم اسپیکر! ابھی حال ہی میں چھ ماہ پہلے 21 مئی 2017ء کو ٹرمپ کی امامت میں ریاض میں یہ لوگ جمع ہو گئے تھے۔ تو کیا خوب کہا کسی نے کہ ایک طرف فلسطینیوں کی تنہائی اور دوسری جانب ٹرمپ کا رقص تلوار۔ آپ نے بھی دیکھا ہوگا سوشل میڈیا پر چلا۔ ریاض میں انہوں نے عربوں کیساتھ رقص پر ٹرمپ نے وہ تلوار اٹھا کر رقص کیا۔ تو کتنا تضاد ہے۔ کم از کم ہم جیسے لوگ پشتونخوا ملی عوام پارٹی ہم جیسے روشن فکر لوگوں نے ہر وقت فلسطینی عوام کا ساتھ دیا ہے۔ آج سے نہیں میڈم اسپیکر! جب سے اس پارٹی کا وجود عمل میں آیا ہے خان شہید عبدالصمد خان اچکزئی کے دور سے لیکر آج تک ہر محاذ پر فلسطینی عوام، عرب عوام کے ہم ساتھ رہے ہیں۔ اور یہ بھی فلسطین کی سرزمین عرب کی سرزمین اسمیں بہت سارے اُنکے بڑے بڑے سرخیل لیڈر، جیسا ان کی بہت بڑی تنظیم تھی پی ایل او۔ اُس کے سربراہ یا سرعرفات اور آج محمود عباس بہت سارے عیسائی۔ جارج عباس جیسے بہت بڑا نام۔ وہ بھی فلسطین کی آزادی کیلئے لڑ رہا تھا۔ عنان عشروی وہ بھی یا سرعرفات کیساتھ وہ کابینٹ میں فارن منسٹر تھی۔ وہ کرپشن تھی انہوں نے بھی فلسطین کی آزادی کیلئے جنگ لڑی۔ بہت سارے جو عرب تھے اور مذہباً وہ فلسطینی اور عیسائی تھے فلسطین کی آزادی کیلئے انہوں نے طویل جنگ لڑی ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ آج جس طرح ٹرمپ نے امریکن پریزیڈنٹ نے یہ اعلان کیا ہے یقیناً یہ بہت ہی قابل تشویش ہے۔ تمام دنیا نے، جتنے بھی ادارے ہیں انہوں نے پرزور مطالبہ کیا ہے کہ آپ اپنے نام نہاد ایم بی سی ایکٹ 1995ء کا جس کا سہارا آپ نے لیا ہے وہ غیر قانونی ہے۔ وہ تمام دنیا کے قوانین کا، اقوام متحدہ کے قوانین کے خلاف ورزی ہے۔ وہ آپ اپنا سفارتخانہ ہرگز ہرگز آپ یروشلیم یا مقبوضہ بیت المقدس نہیں لاسکتے۔ اس پالیسی کو اس اعلان کو آپ واپس لے لیں۔ اور جتنے بھی دنیا کے مظلوم و محکوم عوام ہیں، وہ امریکن سامراج کے اس فیصلے کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں۔ اور میں ایک بار پھر گزارش کرونگا کہ اس قرارداد کو اس ایوان کا متفقہ قرارداد بنائی جائے۔ بہت بہت شکر یہ۔

میڈم اسپیکر: خالد لاگو صاحب۔

میر خالد خان لاگو: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکر یہ میڈم اسپیکر صاحبہ۔ یہ جو قرارداد اپوزیشن لیڈر صاحب اور اپوزیشن کے دوست لائے ہیں، جیسے نصر اللہ صاحب نے کہا کہ ہم نہ صرف اسکی حمایت کرتے ہیں بلکہ یہ گزارش کرتے ہیں کہ اسکو پورے ایوان کی مشترکہ قرارداد بنا کے پیش کی جائے۔ میڈم اسپیکر! جو قرارداد پیش ہوئی ہے یہ بہت اہمیت کی حامل ہے۔ واقعاً آج پوری دنیا میں جہاں جہاں مسلمان ہیں، یہود و نصاریٰ کی بات ہم کرتے ہیں واقعاً ہر مسلمان کی نہ صرف دل کو بلکہ رُوح کو زخمی کیا گیا ہے یہ جو امریکہ کے صدر نے تل ابیب سے یروشلیم کو اپنا سفارتخانہ کو بھی منتقل کیا ہے۔ اور اسکو اسرائیلی کیپٹل کے طور پر recognize کیا ہے۔ تو پوری امت مسلمہ میں پورے مسلمانوں میں پوری دنیا میں ہر جگہ غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ لیکن میں

گزارش یہ کرونگا کہ یہ، اب حالات اس نہج پر پہنچ چکے ہیں کہ مسلمان کو بحیثیت اُمت ایک ہونا پڑیگا۔ اور یہ وقت کی ضرورت ہے۔ میڈم اسپیکر! ہمیں، مسلمانوں کو صدام حسین سے شروع کر کے آج جس طرح شام کی حالت آپ دیکھیں، مصر کی حالت دیکھیں، لیبیا کی حالت دیکھیں، یمن میں جو ہو رہا ہے یہ ہماری نا اتفاقی کی وجہ سے ہے یہ ہم آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ دست و گریباں ہیں۔ ایک سازش کے تحت مسلمانوں اور آج اللہ نہ کرے کہ مسلمان کیخلاف ایسی سازش کی جا رہی ہے کہ مسلمان اس دنیا میں صفہ ہستی سے مٹ جائیں۔ تو ہمیں اب کم از کم بحیثیت اُمت، بحیثیت مسلمان، اپنے جذبہ ایمانی کا اظہار کرنا ہوگا اور ہمیں نہ صرف بیت المقدس نہ صرف فلسطین بلکہ ہر جگہ جہاں جہاں بھی مسلمان ہیں جہاں جہاں بھی اُنکے خلاف مظالم ہو رہے ہیں ہمیں اُن کیلئے آواز بلند کرنا ہوگی اور عملی طور پر کھڑا ہونا ہوگا۔ میری یہ گزارش ہوگی، میں بحیثیت ایک مسلمان یہ گزارش کرونگا کہ یہ جو بیت المقدس یہ ہمارا قبلہ اول تھا، خانہ کعبہ سے پہلے ہمارا قبلہ بیت المقدس تھا۔ یہ اس سازش پر اگر اس طرح مسلمان خاموش رہے، ہماری مسلمان حکومتیں ریاستیں خاموش رہیں، مسلمان حکمران خاموش رہے تو میرے خیال میں اس سے بڑی زیادتی اس سے بڑا ظلم مسلمان مسلمان پر نہیں کر سکتا۔ میں گزارش کرونگا میری یہ اپیل ہوگی کہ کم از کم ہماری وفاقی حکومت ہم بحیثیت مسلمان اور ہم، میں کہتا ہوں کہ بحیثیت مسلمانوں کے سپہ سالار، پاکستان واحد اسلامی ملک ہے جس کے پاس جو ایٹمی پاور ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ میری یہ اپیل ہے میری یہ مؤدبانہ گزارش ہے کہ کم از کم اگر اور نہیں کر سکتے تو ہم احتجاجاً ایسا عمل اٹھائیں کہ واقعی ہم نظر آئیں دنیا کو کہ ہم واقعی مسلمان دنیا کے سپہ سالار ہیں کہ ہمیں احتجاجاً امریکہ کا بائیکاٹ کرنا پڑیگا۔ اور امریکہ کے سفیر کو پاکستان بدر کرنا ہوگا اس کو ملک چھوڑنے کا کہنا ہوگا۔ شکر یہ۔

میڈم اسپیکر: نواب ایاز جوگیزئی صاحب۔

نواب محمد ایاز خان جوگیزئی (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ): نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ ابا بعدنا اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ آج جو یہ قرارداد اس ایوان میں پیش ہوئی۔ واقعی میڈم اسپیکر صاحبہ! اس پر جتنی سنجیدگی سے سوچا جائے بحیثیت ایک مذہب کے، مسلمان کے، بحیثیت پاکستانی کے، وہ کہتے ہیں کہ اگر آپ کسی کی طرف ایک اُنکلی بڑھاتے ہیں تو چار اُنگلیاں آپ کی طرف مڑتی ہیں۔ پہلے ہمیں اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھنا چاہیے۔ جس کی اپنے وجود میں قوتِ مدافعت مضبوط ہو، resistance power مضبوط ہو تو باہر کی جو بیماری ہے اُس پر اتنی جلدی اثر انداز نہیں ہو سکتی۔ چونکہ ہماری اندرونی resistance power قوتِ مدافعت۔ جس طرح سے ہمارے ملک کے اندرونی حالات ہیں یعنی دنیا جہاں کی جتنی مہلک بیماریاں ہیں اس وجود کے اندر ہیں۔ اور اس وجود کے ساتھ ہم اتنے سخت الفاظ، میرے خیال میں امریکہ کے خلاف ٹرمپ کے خلاف اسرائیل کے خلاف فلاں کے خلاف، الفاظ کی حد تک تو ٹھیک ہم بول لیتے ہیں لیکن ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ ہم میں کتنی طاقت ہے؟ اس پر نصر اللہ زیرے نے بات کی کہ اپون امپائر سے لے کے یعنی اُسکو کس طرح سے

سبوتاژ کیا گیا۔ اُس میں کس کا role تھا اور یہ کس نے کیا؟ یہ انہی لوگوں نے کیا جس کو آج کل ہم خادم الحرمین الشریفین کہتے ہیں۔ ان میں سب سے بڑا role انہی لوگوں کا تھا اسی خاندان کا تھا۔ اور اُسی وقت سے یہ لوگ بندوق لہراتے ہوئے تلوار چلاتے ہوئے آتے رہے ہیں۔ اور جب تک یہ خاندان، سعود خاندان، اس حرمین الشریفین پر مسلط ہونگے یہ اپنے بچاؤ کیلئے سنی کو شیعہ سے لڑوا رہے ہیں۔ اپنے اطراف میں جتنے انکے مسلم countries تھے، چاہے وہ عراق ہو چاہے ایران ہو چاہے شام ہو، یمن ہو۔ یعنی جہاں بھی خانہ جنگی ہو رہی ہے اس میں کسی نہ کسی طریقے سے امریکہ تو involve ہے۔ اُس کو تو ہم دشمن سمجھتے ہیں لادین سمجھتے ہیں۔ اُس میں اسرائیل involve ہے۔ اُس کو ہم کافر سمجھتے ہیں لادین سمجھتے ہیں۔ وہ تو کرتے رہیں گے۔ لیکن ہم کیا کر رہے ہیں۔ وہ اپنا اسلحہ بیچنے کے لئے اور پہلے سے کہتا ہے کہ اتنے ٹریلیں ڈالو اگر آپ ہم سے weapons لیں گے تو میں آؤنگا سعودی عرب۔ اور اُسکے لئے ہم تیار ہو جاتے ہیں یہ weapons کس کے خلاف استعمال ہونگے؟ یہ مسلمان، مسلمان کے خلاف استعمال کریں گے۔ یعنی ایسے حالات بنائے جا رہے ہیں کہ پھر نیٹو فورسز کو یہاں آنا یا ریشیا کی فورسز کا یہاں آنا یعنی انہوں نے آ کے یہاں یہ تجربہ حاصل کیا کہ آئندہ ہمیں مسلمان countries کو تباہ کرنے کیلئے ہمیں ہماری فورسز وہاں بھیجنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اگر وہاں خود فورسز موجود ہیں۔ طالب کی شکل میں القاعدہ کی شکل میں داعش کی شکل میں شیعہ سنی کی شکل میں تو صرف پیسوں کی ضرورت ہے اور weapons کی ضرورت ہے۔ اور دنیا جہاں میں امریکہ کے ساتھ اتنا جدید weapons نہیں ہیں جیسا کہ جتنا جدید weapons اس وقت ہمارے ملک میں ہیں۔ یعنی وہ weapons جو اپنے سینے پر بارودی مواد باندھ کے اُنکا عقل بھی ہوتا ہے، ان کی آنکھیں بھی ہوتی ہیں ان کے پیر بھی ہوتے ہیں اور وہ چل کے اپنے اصلی اہداف تک پہنچ کر 100% جو اپنا result ہے وہ achieve کر لیتے ہیں اس سے بہترین اسلحہ کونسا ہو سکتا ہے۔ اور یہ اسلحہ کن کے خلاف استعمال ہو رہا ہے؟ یہ تربیت کون دے رہے ہیں؟ کبھی ہم برما کے خلاف بولتے ہیں کہ برما والے ہمیں مار رہے ہیں۔ یہ ذبح کرنے والی ٹیکنالوجی کہاں سے آئی؟ یہ عربوں سے آئی کہ انسان کو پکڑو اور ذبح کرو۔ اگر ہم خود وزیرستان میں ایک دوسرے کو، ایک وزیر ایک وزیر یا ایک مسعود ایک دوسرے وزیر کو ایک ملک کے باشندے ایک کلمے کے پڑھنے والے ہیں۔ ایک مذہب سے تعلق رکھنے والے۔ یعنی طالب کے نام پر یا القاعدہ کے نام پر لیویز والوں کے سر کاٹتے ہیں اور اس سے فٹ بال کھیلتے ہیں۔ تو پھر ہم اُٹھتے ہیں کسی اور پر الزام لگاتے ہیں، پہلے اپنے آپ کو ٹھیک کرنا ہوگا جب تک ہم اپنا علاج خود نہیں کرتے تاکہ ہم میں وہ قوت مدافعت پیدا ہو۔ resistance power پیدا ہو۔ ہم شیعہ اور سنی کو نہ لڑوائیں۔ ہاں ابھی تو اس سے بات اور بھی بڑھ گئی یہ جو ابھی اسلام آباد میں دھرنا ہوا۔ ابھی تو دیوبندی اور بریلوی کا تماشا شروع ہو جائیگا۔ کب تک چلتا رہے گا اور انہیں کون سپورٹ کر رہا ہے۔ لوگوں کو کون بٹھا رہا ہے اور ان کا جو لیڈر ہے ان کا جو مولانا ہے اُنکو مولانا کہتے ہوئے شرم آتی ہے کہ اسلام میں ایسے لوگ بھی ہیں، جس میں وہ عام باتوں سے

زیادہ گالیاں دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ قرآن میں بھی ہے۔ اور باقی جو مجمع بیٹھا ہوا ہوتا ہے وہ کہتے ہیں سبحان اللہ، سبحان اللہ۔ کہ قرآن شریف میں گالیاں بھی ہیں۔ لیکن اس کے خلاف کوئی بات نہیں کرتا۔ تو ہم کہتے ہیں کہ خالد بھائی نے بات کی۔ میں نے کہا اتنی بات کرو جو ہم برداشت کر سکیں کہ امریکن Ambassador کو یہاں سے نکالیں، یہ کیا ممکن ہے؟ میں تو بالکل سمجھتا ہوں کہ یہ ناممکن ہے، ایک ٹیلیفون پر۔ اُنکا ایک پہلوان تھا کیا نام تھا فارن منسٹر تھا انہوں نے ایک ٹیلیفون پر ہمارے محترم جنرل پرویز مشرف کو فون کیا۔ بس وہ پگھل گیا ادھری۔ انہوں نے کہا کہ بس جو میں بتاتا ہوں وہ آپ نے کرنا ہے۔ یعنی مان لیں ورنہ stone age میں بھیج دیں گے۔ تو اگر ہماری پادریہ ہے تو یہاں بھڑکیں مارنے سے کچھ نہیں بنے گا۔ خدارا! اپنے ملک کو ٹھیک کرو۔ اپنی ایجنسیوں سے اپنے اداروں سے کہتا ہوں۔ اپنے جزیلوں سے کہتا ہوں اپنے حکمرانوں سے کہتا ہوں کہ خدارا! اس ملک پر بیٹھ کے ایک دوسرے کے دامن نہیں کھینچو۔ سنجیدگی سے بیٹھ کے ہر ایک اپنے دائرے میں رہتے ہوئے اپنا کام یعنی کہتے ہیں کہ سات سے نو خود کش شہر میں داخل ہو گئے۔ سات سے نو یعنی یہاں بھی وہ پیدا کر دیتے ہیں۔ یعنی سات آگئے، میٹل روڈ پر اور دو آگئے چور دروازے سے۔ یہ کیا ہو رہا ہے آپ جا کے دیکھ لیں۔ ہمارے کوئٹہ میں جو روڈز in ہو رہے ہیں ہیلی چیک پوسٹ پر، یعنی چمن سے آپ روانہ ہو جائیں کوئٹہ تک کم سے کم آپ کو پندرہ، بیس پیریز کو کراس کرنا ہوگا۔ اب تو تصویر لینا بھی شروع ہو گئی شناختی کارڈ چیک کرتے ہوئے لائین لگی ہوتی ہیں۔ پھر بھی ہم خوش ہیں کہ ہم ایک آزاد حکومت ہیں آزاد قوم ہیں ملک خداداد پاکستان میں آزادی کدھر ہے؟ آپ یہاں کوئٹہ سے جناح روڈ سے سٹیٹ ٹاؤن تک آزادی سے نہیں جاسکتے تو آزادی کدھر ہے۔

میڈم اسپیکر: نواب صاحب conclude کریں please

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: لہذا میری اس قرارداد پر۔ ہاں مسلمانوں کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔ ٹھیک ہے وہ شاطر لوگ ہیں ہوشیار لوگ ہیں انہوں نے عربوں سے کونسا کام لینا تھا انہوں نے سعود خاندان سے کونسا کام لینا تھا انہوں نے ہمارے politicians سے ہمارے جزیلوں سے کیا کام لینا تھا وہ لے رہے ہیں۔ اور ابھی تک ہم سمجھ نہیں رہے ہیں آئیں ہم اپنی غلطیوں کا ازالہ کریں ہماری جتنی بھی پولیٹیکل لیڈر شپ ہے ہماری فوجی لیڈر شپ ہے ہماری بیوروکریسی ہے ہمارے جو بھی ہے۔ اپنی توجہ بجائے کسی اور پر اپنے ملک پر پہلے دیں۔ ہم کہتے ہیں کہ فلسطین میں یہ ہو رہا ہے، اپنے گھر میں آپ کے شہر میں کیا ہو رہا ہے؟ پوری دنیا باہر سے آپ کی طرف اشارہ کر کے بولتی ہے کہ پاکستان اتنا خطرناک ملک ہے۔ اور اوپر سے ہم لگے ہوئے ہیں کہ فلاں جگہ پر ظلم ہو رہا ہے۔ یہاں خود ظلم ہو رہا ہے ہم ایک دوسرے کے ساتھ ظلم کر رہے ہیں۔ تو محترمہ اسپیکر صاحبہ! میں سمجھتا ہوں کہ پہلے ہمیں اپنے گریبان میں دیکھ کر اپنے آپ کی اصلاح کرنا ہوگی۔ تب جا کے ہمیں کسی اور کے بارے بولنا ہوگا، بڑی مہربانی۔

میڈم اسپیکر: thank you - میرے خیال میں ابھی اس کا جی مجھے آپ کی suggestion مل گئی تھی، جی ٹھیک ہے ایوان سے پوچھتی ہوں کہ آیا اسے پورے ایوان کی طرف سے مشترکہ مذمتی قرارداد کے طور پر منظور کیا جائے؟ مشترکہ مذمتی قرارداد پورے ایوان کی طرف سے منظور ہوئی۔ جی شاہدہ صاحبہ۔

محترمہ شاہدہ رؤف: میڈم اسپیکر صاحبہ! آپ کے اس پر یعنی کیا ہے آپ خود جس مجبوری کے تحت یہاں بیٹھی ہوئی ہیں پونے سات ہو گئے۔

میڈم اسپیکر: مجھے آپ کی بات سمجھ نہیں آئی کہ مجبوری کے تحت there is no مجبوری۔ please الفاظ آپ ذرا خیال سے استعمال کریں۔

محترمہ شاہدہ رؤف: چار بجے سے مجبوری کے تحت اسلئے بیٹھی ہوئی ہیں میں اسکو explain کر دیتی ہوں۔ چار بجے ہمارا سیشن کا ٹائم تھا پونے سات ہو رہے ہیں ہم نے اپنی بیسک کارروائی کو جو start ہونا تھا آپ نے حکومت کے لئے اتنا delay کیا کہ ان کی میٹنگ چل رہی ہے۔

میڈم اسپیکر: نہیں شاہدہ صاحبہ! اس چیز کو آپ یہاں discuss نہیں کر سکتی ہیں کہ delay کیا ہے یا کیا کیا۔
محترمہ شاہدہ رؤف: میڈم اسپیکر! نہیں نہیں، میں بالکل discuss کر سکتی ہوں کیونکہ ہمارا سارا ایجنڈا پڑا ہے۔
میڈم اسپیکر: نہیں دیکھیں۔۔۔ (مداخلت)

محترمہ شاہدہ رؤف: آپ کے منسٹرز available نہیں ہیں۔ کیا ان کو یہ پتہ نہیں تھا کہ آج سیشن ہے؟ اور آج cabinet meeting ٹائم میں رکھنے کی تک بنتی تھی اسپیکر صاحبہ! آپ جس چیئر پر بیٹھی ہوئی ہیں آپ custodian of the House ہیں ابھی سارے منسٹرز آئیں گے یہاں دعویٰ کریں گے august House ہے فلاں ہے۔ یہ ہے وہ ہے۔ ان کو یہ نہیں پتہ کہ اس کو ہم نے کتنی عزت دینی ہے آپ کے اراکین کہاں ہیں منسٹرز کہاں ہیں آپ کی cabinet۔ یہ تک بنتی ہے کوئی سیشن proceed ہے اور اس وقت کیبنٹ میٹنگ لے کے بیٹھ جاتے ہیں۔ آپ کی وجہ سے ساری کارروائی یہاں pending چل رہی ہے۔ چار بجے سے لے کے سات بج رہے ہیں ہمیں یہاں پر، صرف اس لئے کہ ہم اس لئے آپ کی میں کہتی ہوں کہ یہ نرم رویہ ہے جو آپ حکومت کو بالکل دے رہی ہیں۔ لیکن خدارا! آپ یہاں بیٹھے ہوئے لوگوں کو دیکھیں جو punctual ہیں جو آپ کا ساتھ دے رہے ہیں۔ آیا اس پرائیکشن لے لیں۔

میڈم اسپیکر: میرے خیال میں ہم نے اپنی ساری کارروائی پوری کی ہے۔ اگر وہ نہیں آئیں گے تو that will be وہ آگے چلا جائیگا۔ آپ اور ہم نے اپنی کوئی کارروائی نہیں روکی ہے۔ ہم نے کوئی کارروائی نہیں روکی ہے۔۔۔۔

محترمہ شاہدہ رؤف: میڈم! آپ ہاؤس کو رولز اور ریگولیشن کے تحت چلائیں۔ حکومت کا ممبر اٹھ کے یہ کہہ رہا ہے کہ وہ نہیں

سمجھتا ہے کہ آپ کس مجبوری کے تحت ان ساری چیزوں کو اب تک deffer کرتی رہی ہیں، اس لئے کہ آپ کے منسٹر آجائیں، منسٹریوں available نہیں ہیں؟ میڈم کی وجہ سے تو وہ کہیں پر بھی نہیں ہیں، اس وقت آپ کے لئے ہمارے لئے سب سے محترم یہ ہاؤس ہے۔ ڈاکٹر صاحب کھڑے ہوئے ہیں وہ بتائیں گے کہ انہوں نے اپنے tenure کے اندر کیا اس ہاؤس کو وہ ٹائم نہیں دیا جو اس کا بنتا تھا؟

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے جی ڈاکٹر عبدالملک صاحب۔

ڈاکٹر عبدالملک بلوچ: میڈم اسپیکر! ہم آپ کی رائے کا احترام کرتے ہیں۔ لیکن بات یہ ہے ناں کہ جو اس وقت cabinet کی میننگ چل رہی ہے، cabinet بھی constitutional body ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اسمبلی ہمارے لیے بہت قابل احترام ہے۔ لیکن بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو cabinet سے ہو کر آتی ہیں اور یہاں ہم بیٹھے ہوئے ہیں یقیناً ہم اس طرح آپ کو مطمئن نہیں کر سکتے ہیں لیکن جو حکومتی پنجز پر جو لوگ بیٹھے ہوئے ہیں ہم اسی طرح حکومت کا دفاع بھی کر رہے ہیں اور جو ہماری سمجھ میں بھی آ رہا ہے۔ اب دیکھیں ناں! اسکو آپ اس حد تک نہ لیں کہ وہ important نہیں ہیں۔

محترمہ شاہدہ رؤف: ڈاکٹر صاحب! یہ میں نے کب کہا کہ کا بینہ ضروری نہیں ہے۔ آپ نے تو اسمبلی کا یہ حال بنا رکھا ہے کہ میڈم اسپیکر! آپ کورم پر ایک نظر ڈالیں۔ ان کا تو کورم پورا نہیں ہے۔ میں تو نشاندہی نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن بات اُس طرف سے چل نکلی ہے۔ میڈم آپ counting کروالیں کہ کورم پورا ہے یا نہیں؟

ڈاکٹر عبدالملک بلوچ: دیکھیں آپ میری بات سنیں یا تو آپ کورم کی نشاندہی کریں۔ وہ آپ کا حق ہے۔

میڈم اسپیکر: وہ کر چکی ہیں، جی کورم count کریں۔ ابھی کورم کی نشاندہی ہو چکی ہے۔ rule کے مطابق ہمیں 5 منٹ کے لیے bells بجانی ہیں۔ ابھی اس قرارداد پر میں نے اپنی رولنگ بھی دینی تھی۔ نہیں پاس ہو تو گئی لیکن میں نے اپنے خیالات کا اظہار کرنا تھا جو رہ گیا۔

میڈم اسپیکر: چونکہ ابھی تک کورم پورا نہیں ہو سکا ہے اس لیے آئین کے آرٹیکل 55 کی شق 2 کے تحت جسے آرٹیکل 127 کے ساتھ پڑھا جائے، عدم کورم کے باعث اسمبلی کا اجلاس بروز مورخہ 11 دسمبر 2017ء وقت سے پہر تین بجے تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 06 بجکر 55 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

☆☆☆